الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری

اولیائے کشمیر

اولیائے کشمیر کا مختصر تذکرہ جو مستند تواریخ اور قلمی نسخوں سے مرتب کیا گیا ہے

مؤلفہ

پیرزادہ محمد طیب حسین نقشبندی سہروردی کشمیری ثم لاہوری

ناشر

نذیر سنز پبلشرز ۴۰ اے اردو بازار

لاہور ۰ پاکستان

NafseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

أولیائی تحت قبائی لا یعرفہم سوائی

أولیائے کشمیر

اولیائے کشمیر کا مختصر تذکرہ جو مستند تواریخ اور قلمی نسخوں سے مرتب کیا گیا ہے

مؤلف

پیرزادہ محمد طیب حسین نقشبندی سہروردی کشمیری
ثم لاہوری

ناشر

نذیر سنز پبلشرز ۴۰۔ اے اردو بازار
لاہور ۰ پاکستان

NafseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ——— اولیائے کشمیر
ناشر ——— نذیر حسین
نذیر سنز پبلشرز لاہور
قیمت ——— ۱۵ روپے
پرنٹرز ——— گنج شکر پرنٹرز لاہور
نومبر ۱۹۸۸ء

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِنُوْرِ الْعِرْفَانِ وَخَصَّصَہُمْ مِنْ بَیْنِ عِبَادِہٖ بِخَصَائِصِ الْاِحْسَانِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدِنِ الْھَادِیْ اِلٰی طَرِیْقِ الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الْاِیْقَانِ اما بعد

تاریخ شاہد ہے کہ خطہ کشمیر میں بزرگان دین و اولیاء کاملین کی خاص تعداد اشاعت اسلام کے بعد پیدا ہوئی ہے یہ اولیائے کرام اس چھوٹے سے خطہ میں مصروف عبادت اور مشغول ریاضت میں رہ کر محیر العقول کمالات کے مالک بنے۔ دراصل خطہ کشمیر اپنے محل وقوع کے لحاظ سے بہترین جائے اعتکاف اور مقام خدا طلبی کی جگہ ہے۔ یہاں بڑے بڑے اصحاب دستگاہ صلی، پیر و مرشد اور مقربان بارگاہ الٰہی پیدا ہوئے جن کی شان عبدیت نہایت بلند تھی۔ روشن ضمیری کشف قبور اور کشف قلوب اور فراست ایمانیہ کے کمالات کا خطہ وافر بارگاہ کبریا سے ان کو ملا تھا۔ بعض خدا رسیدہ مقبولان خدا تابعیت سنت نبوی کو ہی اپنا معراج سمجھتے تھے رات دن تبلیغ دین و اشاعت اسلام میں مصروف رہتے تھے خدا سے دور گئے ہوئے گمراہ انسانوں کو راہ مستقیم پر لانے کی فکر میں رہ کر جگہ جگہ پھرتے تھے چونکہ اس وقت کشمیر میں بدھ مذہب وکفر و شرک کا دور دورہ تھا۔ اس لئے ان بزرگوں کے طفیل ہی کشمیر میں اسلام کا رواج ہوا ہے۔ زیادہ تر بیرون ملک سے بزرگان دین اور خدا رسیدہ بزرگوں نے آکر اشاعت اسلام اور تبلیغ دین

پھیلانے میں کوشش کی۔ جیسے اوپر گزارش کر چکا ہوں کہ خطۂ کشمیر اپنے محل وقوع کے لحاظ سے جائے اعتکاف اور مقام خدا طلبی کا ہے یہی وجہ ہے کہ جو مقربان الٰہی بیرون ملک سے آئے اور اس پُر فضا جگہ کو اپنا مسکن بنایا اور یہیں آباد ہوئے۔ مگر افسوس کہ آج تک ان نفوس قدسیہ کے حالات زندگی کو منظر عام پر نہیں لایا گیا۔ اسے اس قوم کی بدقسمتی سمجھنی چاہئیے کہ کشمیر کے مورخوں اور تذکرہ نویسوں نے اپنا سارا زورِ قلم سلاطین وقت کی کشور کشائیوں کی داستانیں قلم بند کرنے پر صرف کر دیا ہے۔ فلاں بادشاہ اس سن میں تخت پر بیٹھا فلاں اس سن میں پیدا ہوا لیکن اگر آپ کو یہ ضرورت پڑے کہ فلاں بزرگ کس سن میں پیدا ہوا کس سن میں وفات پائی کہاں سے آیا اور کس اسلاف سے تعلق رکھتا ہے۔ یا اس نے کیا خدمات سرانجام دی آپ لاکھ سر ماریں آپ کو صحیح جواب نہ کسی تاریخ اور نہ کسی تذکرے میں ملے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ ان کی کسی تصنیف یا قصعات کی اندرونی شہادتوں سے ان کا سن وفات یا پیدائش یا آمد تعین کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اگر دیکھا جائے تو تاریخ نا[illegible] ہے کسی قوم کی روحانی عسکری، سیاسی، تعلیمی، علمی اور تہذیبی روایات کا یہی وجہ ہے کہ آج کے دور کی نوجوان نسل اپنے ان بزرگوں کے حالات دینی خدمات سے سراسر بے بہرہ ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو کشمیر میں جو کردار بزرگانِ دین نے ادا کیا وہ سلاطین وقت کے کردار سے کہیں درجہ اونچا ہے۔ اسلام کی نشر و اشاعت کی توفیق انہیں اولیاء کے حصے میں آئی جو ہر قسم کی ظاہری شان و شوکت سے محروم تھے اور جنہوں نے ہزارہا میل کا سفر کر کے بھوک اور پیاس کی تکلیفیں برداشت کیں اور ملک کے طول و عرض میں توحید کا پیغام پہنچایا۔

بادشاہوں نے تلواریں چلا کر دشمنوں کو زیر کیا مگر ان نفوس قدسیہ نے اپنے اخلاق و کردار کی شمشیر سے تسخیر قلوب کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ ان چند اولیاء کاملین کا تذکرہ آپ کے سامنے پیش ہے۔ احقر بندہ بھی اس خطۂ کشمیر کا رہنے والا ہے۔ جن لوگوں کو تالیف و تصنیف کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ ایسے موضوعات پر یا ایسی شخصیتوں پر کام کرنا کسی نہ کسی حد تک آسان ہوتا ہے۔ جن کے متعلق کتابوں کا ذخیرہ موجود ہو لیکن جس موضوع پر سرے سے کوئی کتاب ہی نہ ہو اس پر قلم اٹھانا بہت مشکل کام ہے۔ کتاب لکھتے وقت راقم الحروف کو بھی اس قسم کی دشواری کا سامنا کرنا پڑا لیکن کچھ قلمی نسخے جو ہمارے اپنے بزرگوں کے تھے۔ زیادہ تر کشمیری زبان میں تھے جو کہ سمجھنے میں دشواری نہیں ہوئی کیوں کہ راقم کی مادری زبان کشمیری ہے۔ باقی اردو اور فارسی کی کتب سیر و تاریخ میں کشمیر کے بزرگوں کے حالات اور مختصر بیانات بکھرے پڑے ہیں۔ ان کو جمع کرنے کے لئے ایک ایک ریزہ چننا پڑا۔ اس طرح یہ کتاب تیار ہوئی جو قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

احقر نے پوری کوشش کی ہے کہ اولیائے کشمیر سیرت و سوانح کے خد و خال اجاگر کرنے کے لئے ان تمام وسائل سے کام لیا جائے جو میری دسترس میں ہیں۔ میں نے موصوف حضرات کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ ان کے وطن مالوف میں آمد ان کی تعلیم و تربیت ریاضت، سیر و سیاحت ازدواج، اولاد بزرگوں سے ملاقاتوں، سن پیدائش و وفات، مزارات کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اگر اس کے باوجود کوئی غلطی ہوگئی ہو تو بندہ کو خطا کار سمجھ کر اطلاع

کریں تاکہ آئندہ تصحیح کی جائے ۔ آخری گذارش یہ ہے کہ جس قاری کو اس چھوٹی سی کتاب کے مطالعہ کا موقع ملے تو وہ میرے والد گرامی خادم اولیا پیرزادہ جلال الدین مرحوم قدس سرہ کے حق میں دعا خیر اور اس عاجز بندہ کے حق میں دُعا خیر کریں اور نیک الفاظ سے یاد کریں دیگر اس کار خیر میں اپنے محب خادم الفقرا میاں نذیر حسین صاحب پروپرائٹر نذیر سنز اردو بازار لاہور اور ان کے والد محترم مرحوم محمد یعقوب کے لئے بھی دُعا خیر کریں ۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں ترقی دے ویسے بھی میاں صاحب دینی خدمات کا جذبہ رکھتے ہیں ۔ بزرگان دین کے ساتھ دلی عقیدت اور محبت رکھتے ہیں ۔ تصوف اور بزرگان دین کی سوانح حیات کی اشاعت ان کا خاصا ہے ۔ و اخیر دعونا الحمد للہ رب العالمین

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — او نشیند در حضور اولیاء

چون شوی دور از حضور اولیاء — در حقیقت گشتہ دور از خدا

خاکپائے اولیا پیرزادہ محمد طیب نقشبندی

حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمانی اسفرانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ احمد جورقانی قدس سرہ کے مرید تھے ۔ اسفران (ایران) کے مضافات میں ایک جگہ کسرق ہے وہاں پیدا ہوئے ۔ آپ بڑے پایہ کے بزرگ اور مبلغ، مو یدِ دین تھے ۔ کشمیر میں سب سے پہلے دین اسلام کی تبلیغ آپ نے کی ۔ اور طالبان حق کو علم سلوک سے مالا مال کیا ۔ عقیدت مندوں کو اسرار رموز سمجھانے میں بڑا انہاک اور توجہ فرماتے تھے ۔ آپ کے بارے میں حضرت شیخ رکن دین علاؤ الدولہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہمارے زمانے میں نورالدین کا وجود مبارک نہ ہوتا تو راہ سلوک اس دنیا سے ختم ہو جاتا ۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت سے یہ طریقہ تا قیامت تک جاری رکھے گا خطہ کشمیر میں وہ دراصل مجدّد طریقت تھے ۔ کشمیر کا ہر فرد ان کی تبلیغی سرگرمیوں کا دل و جان سے معترف ہے ۔ آپ کا عرس بڑی عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے ۔ افسوس کہ آپ کی خدمات کا تذکرہ کسی تاریخ میں تفصیل سے نہیں ملتا حالانکہ آپ جیسے رہنما و رہبر کی زندگی پر مکمل تذکرہ ہونا چاہیئے تھا ۔ آپ کی پیدائش ۶۳۷ ھجری میں ماہ شوال میں ہوئی ۔ ۵۸ سال کی عمر پا کر بروز یکشنبہ ۱۴ جمادی الاول ۶۹۵ ھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۔ مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام کشمیر میں ہے ۔

امام الواصلین حضرت شرف الدین عرف بلبل شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیر جنت بے نظیر کے مشہور معروف مشائخ عظام میں سے تھے۔
اصل نام شرف الدین تھا مگر بلبل شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ بلبل کی وجہ تسمیہ مقبول کریری شاعر کشمیر اپنی بیاض بزبان کشمیری منظوم میں لکھتے ہیں کہ آپ کے شانے پر ہر وقت ایک بلبل ہوتا تھا۔ آپ جب نماز پڑھتے تو وہ آپ کے سر مبارک کے اوپر چکر لگاتا رہتا تھا۔ نعمت اللہ فارسی کے خلیفہ اور مرید تھے۔ آپ کی کوششوں سے خطۂ کشمیر میں اسلام کا نور پھیلا۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ جس دور میں آپ نے کشمیر کی سرزمین میں قدم مبارک رکھا اس وقت کشمیر کا حکمران رینچن دیو تھا۔ اگرچہ وہ ہندو تھا مگر اس کا دل آپ کی توجہ کے فیض سے ہندومت سے متنفر ہو گیا اور آپ نے اپنے نورِ باطن سے اس کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔

آپ کشمیر میں ۷۲۵ھ میں آئے۔ بادشاہ کے مشرف بہ اسلام ہونے کی کہانی اس طرح ہے کہ وہ ہر مذہب کی تعلیم پر غور و فکر کرتا تھا ہر مذہب کے علماء اس کے پاس آتے اور اپنے اپنے عقائد کا اظہارِ خیال کرتے تھے راجہ سب کی گفتگو سنتا رہتا۔ ایک رات وہ مختلف مذاہب پر غور کر رہا تھا۔ اسے ساری رات نیند نہ آئی۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ علی الصبح جو

شخص سب سے پہلے میرے پاس آئے گا اسے حق پر سمجھوں گا چنانچہ علی الصبح وہ اپنے محل کی چھت پر کھڑا ہو گیا اور مغرب کی طرف نگاہ رکھی۔ عرب کے کملی والے نے نظرِ کرم کی۔ جب اس کی نگاہیں دور دریا کے کنارے پر پڑیں تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص فرشتہ صورت بزرگ ایک پتھر کے مصلیٰ پر اپنے رب العزت کے حضور سر بسجود کھڑا نماز ادا کر رہا ہے۔ بادشاہ پر اتنا غلبہ اسلام ہوا کہ وہ اسی وقت چھت سے اترا اور اس بزرگ کی طرف چل پڑا۔ یہ بزرگ حضرت شرف الدین بلبل شاہ تھے۔ راجہ نے جب انہیں پرسوز و گدازہ انداز میں نماز ادا کرتے دیکھا تو اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت آپ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کر لیا گناہوں سے توبہ کی اور واپس جا کر اس دن تمام اہلخانہ اور دربار کے امراء و وزراء کو اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ سب مسلمان ہو گئے حضرت بلبل شاہ نے نومسلم راجہ کو "سلطان صدرالدین" کے نام سے نوازا۔
چنانچہ اس نے اپنے پیر و مرشد حضرت بلبل شاہ کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔ تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ خطۂ کشمیر میں اہل تصوف کی یہ پہلی خانقاہ تھی۔ جسے تعمیر کیا گیا۔ اس خانقاہ کا اصلی نام لنگر بابا بلبل شاہ رکھا گیا جناب شاہ صاحب نے خانقاہ کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کرائی اور اہل کشمیر کے باشندگان کو تبلیغ دین کرتے رہے۔ بہاؤالدین متو اپنے تذکرہ کشمیر میں لکھتے ہیں کہ جناب شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی طاقت عنایت کی ہے کہ میں کھائے پیئے بغیر زندہ رہ سکتا ہوں۔ اگر اس بدن سے جان چلی جائے تو بھی چل پھر سکتا ہوں۔ اس بدن ظاہری کے

ساتھ دار البقا میں جا سکتا ہوں۔ اور اس کی حفاظت کر سکتا ہوں لیکن یہ
تینوں چیزیں چونکہ سنت نبوی کے خلاف ہیں اس لئے میں کوئی کام سنتِ
نبوی کے خلاف کرنا نہیں چاہتا۔ میرے نزدیک سنت نبوی پر اقامت
اور اطاعت ہزاروں سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ آپ کی تاریخ وفات
تواریخ اعظمی نے اس طرح لکھی ہے ؎ سال تاریخ وصل حضرت شاہ:
بلبل قدس گفت خاص اللہ ۷۸۶ھ — مزار مبارک مرجعِ خاص و عام ہے

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ خطہ کشمیر میں ہمدان سے ۷۸۱ھ میں تشریف لائے آپ کے والد کریم
کا نام شہاب الدین بن محمد تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت کے بارے میں
کہیں تذکروں میں ذکر آیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت باسعادت
رجب المرجب میں ہوئی اور جناب سید والا بھی ماہ رجب میں تولد ہوئے
اس لئے آپ کو علی ثانی کہا جاتا ہے۔

دوسری وجہ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر اپنے تذکرہ شاہ ہمدانی میں لکھتی
ہیں کہ سید علی ہمدانی اپنی سیاحت کے دوران شیخ ابو سعید چشتی سے ملے۔
اور خرقہ خلافت ان سے حاصل کیا تھا۔ حضرت شیخ ابو سعید چشتی کو خواب
میں حضور پُر نور سرور کائنات تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی
تھی کہ وہ بہت جلدی، سید علی ہمدانی سے ملیں گے پھر موصوف کا تعارف کراتے

ہوئے فرمایا کہ وہ علی ہمدانی میری اولاد میں سے ہوں گے۔ ابو سعید چشتی نے
عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کب ظہور پذیر ہوں گے۔ حضور اکرم ؐ
نے فرمایا کہ میری ہجرت کے ۷۱۴ سال بعد۔ عراق کے شہر ہمدان میں یہ ستارہ
طلوع ہوگا آپ نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ میری آنکھوں کے نور اللہ کے
محبوب اس کا کیا نام ہے؟ فرمایا علی ہمدانی علی ثانی آپ نے پھر گذارش کی۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس وقت تک زندہ رہوں گا؟ آپ ؐ
نے فرمایا میں بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ آپ ان کو ضرور ملیں گے۔ حضورؐ
پُر نور نے دعا فرمائی وہ رب العزت میں قبول ہوئی۔ چنانچہ آٹھویں صدی
ہجری میں شاہ ہمدانی نے ابو سعید چشتی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ رجب بروز پیر ۷۱۴ھ میں بمقام ہمدان
عراق میں ہوئی آپ کا شجرہ نسب والد بزرگوار کی طرف چودہ پشتوں سے
حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے
حضرت امام حسن علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار سید
شہاب الدین شہر ہمدان کے حاکم اور امیر تھے۔ اس لئے آپ کو بھی امیر
کے القاب سے نوازا گیا۔ سید والا نے ۱۲ برس کی عمر میں تحصیل علم سے
فراغت پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے خالو سید علاؤ الدین قدس سرہ سے
حاصل کی۔ علم اخلاقیات کچھ اپنے خالو سے حاصل کیا اور کچھ اس وقت کے
مشہور بزرگ حضرت شرف الدین مزدقانی سے۔

آپ بہت عرصہ تک ان کی خدمت میں کوشاں رہے۔ آپ جس وقت

اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ چونکہ ہمدان کے حاکم کے بیٹے تھے ۔ اس لئے آپ سے حضرت شرف الدین مزدقانی نے فرمایا کہ اگر آپ بحیثیت آقا آئے ہیں تو میں آپ کی خدمت کے لئے تیار ہوں اور اگر بحیثیت خادم کے آئے ہیں تو پھر اس غلام کی خانقاہ کے خادم یا خاکروب ہیں اور اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے وقف کریں ۔ حضرت امیر نے بلاچوں چرا آپ کی بیعت کرلی اور خانقاہ کی ملازمت میں مشغول ہوگئے ۔ پہلے آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ تقی الدین دوستی کے تھے ۔ ان کی رحلت کے بعد آپ حضرت شرف الدین مزدقانی کے حلقہ ارادت میں آئے ۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے ان سے عرض کی کہ حضرت میرے لئے مزید کیا فرمان ہے تو حضرت شرف الدین محمود مزدقانی نے توجہ فرمائی اور حکم دیا کہ اب تم تمام جہان کی سیر کرو اور دنیا بھر کے اولیاء اللہ کی زیارت کرو ۔ ہر ایک سے اپنا حصہ لو ۔ چنانچہ آپ اپنے مرشد کامل کی وصیت کے مطابق روانہ سفر ہوئے ۔ تین دفعہ تمام کائنات ارضی کی سیر کی اور ایک ہزار چار سو اولیاء عظام کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ۔ ایک مرتبہ آپ ایک ایسی مجلس میں پہنچے جہاں بیک وقت چار سو اولیاء اللہ موجود تھے ۔ آپ نے ہر ایک بزرگ سے روحانی فیض حاصل کیا ۔ جب آپ نے وادی کشمیر میں قدم مبارک رکھا تو وہاں کی حالت ہی کچھ اور تھی ۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ خطہ کشمیر میں جس شخص نے سب سے پہلے اسلام کو عام پھیلایا وہ صرف سید امیر کبیر ہمدانی کی کوشش تھی آپ سے خطہ کشمیر کے عوام چوری چھپے اظہار اسلام کرتے تھے آپ

کے آنے سے وادی کشمیر میں اسلام اور تصوف آفتاب کی طرح چمکنے لگا وادی کشمیر کے لوگ اسلام قبول کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے آج تک آپ کی درس گاہ جو خانقاہ معلی کے نام سے مشہور و معروف ہے مخلوق خدا کے لئے مشعل راہ و ہدایت ہے ۔ جب آپ وادی کشمیر میں آئے تو آپ کے ہمرکاب سادات عظام کے ستر افراد تھے ۔ جو اپنے وقت کے اولیائے عظام تھے ۔ سب عشق رسولؐ میں سرشار تبلیغ دین میں مصروف ہوئے ۔ جناب امیر کبیر نے سرینگر محلہ علاؤ الدین پورہ میں سکونت اختیار فرمائی ۔ دریائے جہلم کے کنارے پر نماز باجماعت ادا ہونے لگی اور آپ کے لئے ایک خانقاہ بھی تعمیر کی گئی ۔ آپ خود امامت کراتے تھے ۔ سلطان شہاب الدین بادشاہ کشمیر کے بھائی سلطان قطب الدین آپ کے عقیدت مندوں میں تھا اور اعتقاد کے ساتھ روزانہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتا تھا سابقہ بادشاہ نے اپنی کم علمی کی وجہ سے دو سگی بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھا ہوا تھا ۔ حضرتؒ کے وعظ اور نصیحت سے متاثر ہو کر اس نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دے کر توبہ کی ۔ شریعت محمدی وادی کشمیر میں روشناس ہونے لگی ۔ علاوہ ازیں آپ نے کشمیر کے رسم و رواج اور لباس کو جو اس وقت ہندو اور بدعت کے مطابق تھا ختم کیا اور کرتہ جس کو کشمیری زبان میں پھرن کہتے ہیں آپ کی بدولت مروج ہوا جو آج تک خطہ کشمیر میں مستعمل ہے ۔ آپ کے مناقب اور ختم شریف اور اوراد آج بھی کشمیر میں بکثرت پڑھے جاتے ہیں ۔ آپ کے خلفاء کی

بہت بڑی تعداد آج بھی اس خطہ جنت نظیر میں موجود ہے

آپ نے جب دوسری دفعہ کشمیر میں آکر اوراد فاتحہ کو پڑھنے کی ہدایت فرمائی تو تمام کشمیر میں اوراد شریف بلند آواز سے لوگ پڑھا کرتے تھے جب آپ واپس ہوئے تو آپ کے بعد اس وقت کے بہت بڑے اور مشہور بزرگ حضرت سید احمد کرمانی کا گزر ہوا تو آپ نے کشمیر کے باشندوں کو اوراد فاتحہ بلند آواز پڑھنے سے روکا کچھ افراد تو روک گئے مگر کچھ نہ رُکے اور بلند آواز سے ہی پڑھتے رہے۔ جب حضرت سید احمد کرمانی قدس سرہ کشمیر سے واپس ہونے لگے تو رات کو جناب سید امیر کبیر علی ہمدانی کو خواب میں دیکھا کہ ایک ہاتھ میں تلوار تھی اور دوسرے میں نیزہ تھا تو سید احمد کرمانی نے عرض کی یا حضرت مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے کہ اتنی سزا مل رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاکر تلوار سے تمام خطہ کشمیر کے لوگوں کے سر قلم کردو یا گھر گھر جاکر اوراد فتحیہ کی بلند آواز پڑھنے کی تاکید کرو جب آپ بیدار ہوئے تو اس وقت گھر گھر گلی گلی قریہ قریہ جاکر اونچی آواز سے پڑھنے کی ہدایت فرمائی اور خود بھی ساتھ ہو کر پڑھتے رہے۔

آپ کا وصال مبارک ۷۸۶ھ ۵ جمادی اول میں ہوا اور ختلان اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہو وے۔ یہاں بزبان کشمیری و فارسی میں مدح شریف جو آپ کے ختم شریف کے بعد بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ ناچیز مؤلف کے پاس موجود ہے جو درج ذیل ہے۔

تازہ ورگل فانی۔ میر سید علی ہمدانی۔ یعنی آن بانی مسلمانی میر سید علی ہمدانی
بد بخشم گناہ صغیر و کبیر۔ تو ہی مدعا یا یا امیر کبیر۔ بانی بنوا یا امیر کبیر۔
تو ہی زبدہ آل خیر الانام رسول خدا یا امیر کبیر۔ تو ہی ثانی حیدر ہے نام دار۔
علی مرتضیٰ یا امیر کبیر۔ تو ہی نور چشم امام حسینؓ۔ شاہ کربلا یا امیر کبیر
بود گمرد راہی تو در دیدہ ام۔ بہ از طوطیا یا امیر کبیر۔ تو ہے درد مندان آفاق
دوائے شفا یا امیر کبیر۔ شدہ بندہ بند کفایت گان۔ بصدق وصفا یا امیر کبیر۔
شدہ تا متم ضم جان کمان۔ نہ بار و جفا یا یا امیر کبیر۔ راہ راستم از کن کہ کمم۔
تو ہے حق نما یا امیر کبیر۔ بکنے دستگیری کہ در ماندہ گانی۔ زرو جز نیا آ امیر کبیر
علیک الصلوٰۃ علیک اسلام۔ علیک الشفا با یا امیر کبیر۔

حضرت شیخ العالم شیخ نور الدین ریشیؒ عرف

نور الدین ولیؒ

آپ خطہ کشمیر کے سب سے پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے غار میں چلہ کشی کی۔ پہلے آپ دنیاوی کاموں میں مشغول رہتے تھے لیکن آخر تنگ آکر جنگل میں آگئے اور ۴۰ سال تک غار میں رہے ان چالیس سالوں میں آپ نے طعام نہیں کھایا صرف کانسیی کے پتے کھا کر گزارہ کرتے وہ بھی ۱۰ یوم

کے بعد ہمیشہ روزہ رکھتے آپ کی نسبت راجگان کشتواڑ کے خاندان سے ہے آپ کے والد بزرگوار پہلے ہندو شہزادے تھے۔ ان کا نام سلار سنز تھا انہوں نے یاسمین ریشی بزرگ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا اور تائب ہوکر ہمیشہ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ بابا یاسمین ریشی نے آپ کے والد گرامی کا نام سلار دین ریشی رکھا۔ آپؒ بمقام کیموہ قصبہ جو کشمیر میں ایک قریہ ہے۔ ۷۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سدرہ ماجی تھا۔ آپ بھی بڑی زاہدہ اور نیک تھی۔ آپ راجہ کشتواڑ کی دختر نیک اختر تھیں۔

للہ عارفہ نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے پیشگوئی کی تھی ایک لڑکا سدرہ ماجی کے گھر پیدا ہوگا وہ مادر زاد ولی ہوگا چنانچہ آپ جب پیدا ہوئے تو ۵ دن تک دودھ نہیں پیا۔ پانچ دن کے بعد للہ عارفہ کا گزر ادھر ہوا وہ آپ کے پاس آئیں اور آپ کو دودھ پلانے لگیں تو آپ نے پیا۔ پھر للہ عارفہ نے آپ کو مخاطب ہوکر کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی ہیں تمہاری ماں تو نہیں اپنی ماں کا دودھ پیو چنانچہ اس ارشاد کے بعد آپ اپنی ماں کا دودھ پینے لگے۔ آپ نے للہ عارفہ کی ثناخوانی کشمیری شاعری میں کئی ہے اور بہت جگہ انہیں للہ ماں جی مخاطب کرکے یاد کیا ہے۔

حقیقت میں شیخ العالم ریشی فرقہ کے بانی مانے جاتے ہیں جو عروج آپ کی ذات بابرکات سے ریشی قبیلہ کو حاصل ہوا اتنا پہلے کسی اور کو نہ تھا مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی آپ کے عقیدت مند تھے وہ آپ کو نند ریشی کہتے تھے آپ کو نعت گوئی کا بھی شوق تھا۔ آپ کا تمام نعتیہ کلام چونکہ کشمیری زبان میں

ہے اس لئے وہ پردۂ اخفا میں رہا۔ آپ کے نام کا سکہ بھی زین العابدین بڈشاہ نے رائج کیا تھا۔

آپ جامع علوم ظاہری باطنی مظہر تجلیات صوری و معنوی میں حاذق تھے ریاضیات میں یگانۂ آفاق تھے آپ مرید و خلیفہ حضرت سید میر محمد بن سید علی ہمدانی قدس سرہ کے تھے صاحب تواریخ لکھتے ہیں کہ جب سید میر محمد ہمدانی حج کو تشریف لے گئے تو شیخ العالم نورالدین ولی بخدمت میر سید حسین سمنانی و شیخ بہاؤالدین کشمیری و شیخ سلطان پکیلی و بابا حاجی ادہم کشمیری خدمت میں حاضر ہوکر کامل علوم حاصل کرکے قطب الآفاق خطاب پایا۔ صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ شیخ نورالدین مادر زادہ ولی تھے جب آپ اپنی ماں کے بطن میں پرورش پا رہے تھے تو رجال الغیب آپ کی والدہ کے پاس آکر سلام کہتا۔ آپ کے خلفاء کی تعداد تو بہت ہے لیکن یہاں چند مشہور خلفاء کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

بابا زین الدین - بابا بام الدین - بابا شکر الدین - بابا لطیف الدین - بابا دریا الدین - بابا ناصر الدین - بابا شرف الدین - بابا نجم الدین - بابا قیام الدین - بابا روپی ریشی۔ آپ کے شعر بڑے سوز اور درد کے ہیں آپ کی ایک مناجات بزبان کشمیری میں ہے۔ جو آپ نے مرنے سے پہلے گائی تھی۔ اس کے چند شعر بطور نمونہ (جو کہ قلمی نسخہ بندہ ناچیز کے پاس موجود ہے) پیش خدمت ہے۔

کشمیری

لوکچیار راویم منز غفلتس
ویں پیام ژہت گر یک ونونن

بڑھنہ سوداکیاہ عبادتس

ماکاوگراوتنتس تس حضرتس
عرضن میاہن کرد دستخط
ہنندہ ریشیوں بقاو زرنہ اندہ جنتس

اردو ترجمہ

جوانی میں غفلت اور آوارگی میں گزاری
ابھی ہوش آیا جیسے زخم پر نمک
پڑتا ہے۔

اگر بوڑھا ہو کر عبادت کرنے لگا تو
اس کا کوئی فائدہ

اے ہوا میری عرض لے جا حضور اکرمؐ
کے پیش کر۔ کہ میری عرض پر دستخط
کریں تاکہ میں جنت کی ہوا سے
دور نہ رہوں۔

وقتِ آخر جب آپ نے یہ پُرسوز و پُرگداز مناجات پڑھی تو آپ
کے خلیفۂ خاص بابا نصیر الدین ریشی نے جو اس وقت موجود تھے عرض کی کہ
حضرت آپ کی کوئی آخری آرزو ہو تو ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میری
آرزو اللہ اور اس کے رسول ہیں۔ غیر اللہ سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔ اس
موقعہ پر آپ نے تین دفعہ حق۔ حق۔ حق،، کا نعرہ مارا اور جانِ جاں آفریں
کے حوالے کر دی۔

ز شمس العارفین جوار تحالش درباره بادی حق نور بہ نور

آپ کی وفات ۸۴۳ ہجری میں ہوئی مزار مبارک چراو شریف
میں سری نگر کے قریب واقع ہے

حضرت سلطان العارفین ریشی محبوب العالم شیخ حمزہ کشمیری رح

آپ کا شمار کشمیر کے مشہور و معروف اولیاء عظام میں ہوتا ہے۔ آپ کا
نسبی تعلق مولچندر خاندان سے ہے والد بزرگوار کا نام ملک عثمان ریشہ تھا۔
آپ کا خاندان حضرت شرف الدین عرف بلبل شاہ کے دست مبارک پہ اسلام
سے بہرہ ور ہوا۔ شجرہ نسب اس طرح ہے حمزہ ریشہ بن ملک عثمان ریشہ بن
زیتی ریشہ بن ملک جہانگیر ریشہ بن موسیٰ ریشہ بن ملک احمد ریتو ریشہ بن
سنجر ریشہ بن ہمت ریشہ بن چندر عرف رام چندر ریشہ۔ سلطان العارفین
شیخ حمزہ مخدومی ۹۰۰ھ میں بمقام تجر پرگنہ اوتر مچھی پورہ میں پیدا ہوئے
تذکرہ نویس ریشہ کی وجہ تسمیہ اس طرح لکھتے ہیں کہ ریشہ مدار الہام کو کہتے
ہیں۔ یہ زمانہ راجہ سہہ دیو کا تھا جس کو تذکرہ نویسوں نے سہ بٹ بھی لکھا ہے
جب کشمیر پر ذالچو عرف ذوالقدر خاں نے غلبہ حاصل کیا تو راجہ سہہ دیو
کشتواڑ بھاگ گیا اس کا وزیر رام چندر گنگا کے قلعہ میں چھپ گیا۔ جب
ترکی فوج تباہ ہونے پر وزیر رام چندر نے حکومت عنان اپنے ہاتھ
میں لی اور کچھ مہینے بھی نہ گزرے تھے کہ رنچن شاہ نے رام چندر کو قتل
کر کے حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور رام چندر کی بیٹی کوٹہ رانی سے
شادی کر لی۔ اس کے بیٹے لاورن چندر کو وزیر بنا کر اسے جاگیر عطا کی۔
اور اس کو دین اسلام کی طرف توجہ دلائی چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا

اور رینہ کے خطاب سے نوازا گیا۔ اس خاندان کے لوگ پشت در پشت بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ سلطان العارفین کا شیر خوارگی سے لے کر تادم زیست فقیروں اور بزرگوں سے تعلق رہا۔ آپ کی تمام زندگی میں کوئی یہ ثابت نہ کر سکا کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ حضرت شیخ حمزہ مخدومی نے جب مکتب جانا شروع کیا تو ایک دن راستے میں بچوں کے ساتھ گلی ڈنڈا کھیلنے لگے۔ آپ کے والد بزرگوار اچانک وہاں سے گزرے اور آپ کو زدوکوب کیا۔ آپ نے ہمیشہ کے لئے کھیل کود سے توبہ کی اور تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے دادا زیتی رینہ آپ کو شہر لے گئے اور حضرت بابا اسمٰعیل انچاری کے بیٹے بابا فتح اللہ کی خدمت میں جو رینہ قبیلہ کے پیر طریقت تھے، کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ آپ ایک برس تک ان سے قرآنی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد شمسی چک کے مدرسہ میں بیس برس تک دینی تعلیم سے استفادہ کرتے رہے یہاں آپ نے فقہ و حدیث منطق تفسیر فلسفہ اخلاقیات اذکار اور تصوف تمام علوم دینی سے اپنے دل و دماغ کو روشن کیا۔ سلطان العارفین حمزہ مخدومی بڑے روشن خیال بزرگ تھے۔ آپ کو شیعہ و سنی فسادات کے دوران علی شاہ چک نے قید نظر بند بھی کیا تھا۔ پھر آپ کے ایک دوست خواجہ طاہر رفیق آشائی جب آپ سے ملاقات کے لئے قصبہ ہمیرو گئے تو حمزہ مخدومی صاحب نے ان کو ہمراہ ملا یعقوب صرفی شیخ العلماء، بابا داؤد خاکی۔ شیخ احمد چاگلی۔ مہدی ملک وغیرہ اکبر شاہ کے پاس دہلی روانہ کیا چنانچہ شہنشاہ اکبر

کے پاس دہلی روانہ کیا۔ چنانچہ شہنشاہ اکبر نے کشمیر کو اپنی سلطنت میں داخل کیا اور اس طرح ان بزرگوں کی کوششوں سے کشمیر کو فرقہ پرستی سے نجات حاصل ہوئی۔ خطہ کشمیر میں آپ کے بہت خلفاء و مرید ہیں۔ بابا نصیب الدین غازی بیجباری۔ بابا داؤد خاکی نے آپ کے نام پہ ایک تذکرۃ العارفین بزبان کشمیر بھی ہے آپ کے خاص خلفاء کے اسم گرامی یہ ہیں۔

حضرت بابا داؤد خاکی ۔ نوروز ریشی ۔ میر حیدر تارہ بلی۔ شیخ احمد چاگلی مہد ملک ۔ شیخ محمد اسلام ۔ شیخ زیتولی ریشی ۔ خواجہ عبداللہ آشیانی۔ مولانا شاہ دولت اللہ۔ شیخ کینکی ریشی ۔ شیخ بابا علی رینہ۔ ملا عبدالعزیز مولوی ابراہیم شیخ محمد ہادی اور بابا نور الدین۔ آپ کے ان خلفاء میں بابا داؤد خاکی نے بڑی شہرت پائی تمام کشمیر میں آپ کے عقیدت مندوں کا زور ہے اس کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے کہ تمام مظفر آباد ضلع کے لوگ آپ کے ختمات و وظیفہ باقاعدگی سے ہر ماہ کرتے ہیں۔ آپ کی بہت کراماتیں بھی زبان زد خلایق ہیں۔ آپ کی ایک کرامت بہت مشہور ہے کہ جب آپ زہد باہ اذکار و افکار میں مصروف ہوئے تو آپ کے خاندان کا ایک فرد کوکہ رینہ نامی تھا جو بڑا بارسوخ اور چالباز آدمی تھا اس نے آپ کو دیوانہ مشہور کر کے بدنام کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ وہاں سے چلے گئے اور ایک پہاڑی کے دامن میں چھپ گئے جب وہاں بھی لوگوں میں چرچہ ہوا تو آپ کو خاندان والے گھر لے جانے کے لئے آئے لیکن آپ نہ گئے۔ آپ نے اپنے* مخالفین کو بددعا دی۔ کوکہ رینہ کی اولاد اب

بھی موجود ہے۔ اس بددعا کا اثر یہ ہے کہ وہ لوگ بوڑھے جلدی ہو جاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کو سکون کی زندگی میسر نہیں آتی۔ ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔ آپ کے بھائی بابا علی رینہ بھی بڑے بزرگ تھے اور آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ انہوں نے آپ کے تذکرہ میں ایک کتاب "تذکرۃ العارفین" فارسی میں لکھی ہے۔

تمام کشمیری لوگ مشکل اور سخت کام میں آپ کا وظیفہ اور ختم شریف پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سائل کی مشکل آسان کر دیتا ہے۔ آپ کے ایک مرید مسکین ثناء اللہ کریری نے آپ کی منقبت لکھی ہے جو کہ آپ کے عقیدت مندوں میں محبوب اور مشہور ہے اس کے چند اشعار بزبان کشمیری بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

کشمیری	اردو ترجمہ
غمگین و دل ناشاد چھم	غم زدہ ہوں ناشاد
سلطان میانو داد چھم	میری درا کی دوا تو ہے
دربار چانک چھس مرید	تیرے دربار کا مرید
تت و اتنوی زونم مہ عید	وہاں پہنچنا میری عید ہے
سید جلال اجداد چھم	اولاد ہیں سید جلال کی ہوں

بابا داؤد خاکی لکھتے ہیں کہ بکثرت اذکار و شب بیداری کے اور رات دن نالہ گریہ زاری کے مغز سر مبارک کا گداز ہو گیا سوائے ہڈیوں کے

کچھ نہ تھا جس قسم کا بیمار آتا تھا اچھا ہو کر جاتا تھا۔

سلطان العارفین نے بعہد علی شاہ چک کے اس دنیا فانی سے رخت سفر باندھا اور جان مالک حقیقی کے حوالے کی آپ کا وصال مبارک ۹۸۴ھ ماہ صفر ۲۲ میں بمقام مہونگمہ میں ہوا۔ تاریخ وصال آپ کے خلیفہ خاص شیخ العلماء بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف قصیدہ وردالمریدین میں اس طرح لکھی ہے۔

شیخ حمزہ مرشد والاگہر — فوت شد در بست و چہارم از صفر
رفت اکمل یافت فضل کردگار — عاقبت در نہ صد و ہشتاد و چار

(قصیدہ وردالمریدین کا پہلا شعر)

شکر للہ حال من ہر لحظہ نیکوتر شدہ است
شیخ شیخاں شیخ حمزہ چوں مرا رہبر شدہ است

آپ کا مزار مبارک قلعہ ہری پربت کوہ ماراں پر ہے مزار شریف کے باہر آپ کے روحانی عقیدت مند شیخ غلام محی الدین صوبہ کشمیر کا مزار بھی ہے اور احاطہ کے اندر بیگم امیر شبیر علی خاں مرحوم کی قبر ہے۔ آپ کے آستانہ کے قریب ایک حمام بھی ہے۔ جس کو عقیدت مند مرد اور عورتیں مشکوں اور گھڑوں سے بھر دیتے ہیں۔

ماہمہ محتاج تو حاجت روا — المدد یا شیخ حمزہ پیر ما
کاستم غم آستم راضی شہاہ — پاس کرتم از برائے مصطفٰے
چانہ دربار نیک گدا چھا روا — در بدر فیرن تہ نیرن چھا ژوا
از کرم یم نہر از کریم حاجب روا — المدد یا شیخ حمزہ پیر ما

ترجمہ :- تو تمام کی حاجت روا کر۔ غم آزاد کر راضی رہے۔
تیرے دربار کا گدا ہو کر در بدر پھرنا اچھا ہے۔

◎

ابوالفقراء شیخ العلماء بابا داؤد خاکی رحمتہ اللہ علیہ

آپ خطہ بے نظیر کے بلند مرتبہ اولیاء کرام میں تھے۔ سرینگر کے گنائی خاندان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مُلّا یعقوب صرفی کے خالہ زاد بھائی تھے۔ افسوس کہ کسی تذکرہ میں آپ کے مفصل حالات نہیں ملے۔ آپ کو چھوٹی عمر میں ہی حصول علم کا شوق تھا محلہ علاؤ الدین پورہ خانقاہ معلٰی کے پاس ایک مدرسہ ہوتا تھا وہاں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ صدر مدرس جن کا نام گرامی سید اسمٰعیل ہمدانی تھا۔ آپ کے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے اور بڑی جاں فشانی سے آپ کو پڑھایا۔ قرآن مجید آخوند ملا الصبیر کوہامی سے حفظ کیا فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ بادشاہ وقت کے

اتالیق اور استاد مقرر ہوئے۔ ایک دن اچانک سلطان العارفین شیخ حمزہ مخدومی سے راستے میں ملاقات ہوئی۔ مخدوم صاحب کی ایسی توجہ ہوئی کہ تمام عیش و آرام سے بے پرواہ ہو گئے اور خدمت مرشد میں حاضر ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کی تاحیات مرشد کی سواری کے آگے آگے دوڑتے پھرتے تھے۔

مرشد کی نظرِ کرم اتنی ہوئی کہ فنافی الشیخ ہو گئے اور انہوں نے امام اعظم ثانی کے خطاب سے نوازا۔ فنافی الشیخ ہونے کے باوجود تالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ مرشد کے حالات زندگی پر کتاب "ورد المریدین" اور اس کی شرح "دستور السالکین" تحریر فرمائی اس کے علاوہ "قصیدہ جلالیہ" اور "رسالہ عالیہ" مخدوم جہانیاں جہان گشت کے نام پہ آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ مخدوم صاحب کے علاوہ حضرت سید احمد کرمانی اور میر سید اسماعیل شامی اور مولانا شیخ محمد مخدوم جیسے بزرگوں سے بھی فیض حاصل کیا پھر بحکم مرشد سیر و سیاحت کے لئے نکلے کشمیر سے ہندوستان اور لاہور میں حضرت ابشاہ خاوند محمود رحمتہ اللہ علیہ، داتا گنج بخش رحمتہ اللہ شاہ محمد غوث رح محمد باقر نقشبندی کشمیری اور میاں میر بالا پیر رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

ملتان میں شاہ رکن الدین سہروردی اور دیگر بزرگان اولیاء کی زیارت سے بھی مستفیض ہوئے اور تمام حضرات سہروردیہ کی زیارتیں کیں۔ وہاں سے اوچ شریف آئے اور حضرت جلال الدین جہانیاں جہان گشت رحمتہ اللہ

کی زیارت سے مشرف ہوئے اور بے اندازہ فیض و برکات حاصل کیئے۔ اسی دوران آپ نے قصیدہ جلالیہ تالیف فرمایا۔ جب قاضی موسیٰ شہید کو چک بادشاہ علی شاہ شقیۃ القلب نے شہید کیا تو آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ چنانچہ آپ حضرت یعقوب صرفی کے ہمراہ وارد ہند ہوئے اور اکبر بادشاہ کو کشمیر کی دردناک کہانی سنائی۔ اس نے قاسم خاں رضوی کی سرکردگی میں فوج دے کر کشمیر بھیجا اور اس خطہ کو آزاد کر کے مسلمانوں کے زیر اثر کر کے ہندوستان کے ساتھ الحاق کیا۔ آپ جب کشمیر سے نکلے تھے تو عہد کیا تھا کہ جب تک چک قوم کی بادشاہت ختم نہ ہوگی۔ کشمیر واپس نہیں آؤں گا۔ چنانچہ جب چک قوم کی حکومت نیست و نابود ہوئی تو آپ پھر واپس کشمیر آگئے۔

۹۹۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ مزار مبارک مرشد کے پاؤں کے قریب ہے۔ آپ کے دو مشہور خلفاء ہیں۔ جنہیں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ خواجہ محمد پادسہ۔ ابوالفقر بابا نصیب الدین۔

ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی بیجباری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے مشائخ عظام و کرام میں مرتبۂ ابدالیت رکھتے ہیں ۹۷۸ھ بمقام بیجبارہ میں جو کشمیر کا ایک قصبہ ہے۔ سلطان علی چک کے دور میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام شیخ حسن تھا۔ عہد خورد سالی میں ہی صحبت مشائخ میں رہا کرتے۔ آخوند ملا یوسف گنائی کو ہامی سے قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی فقہ تفسیر حدیث دینی و مذہبی علوم ملا آخوند کمال الدین کشمیری سے حاصل کئے بعد ازاں حضرت بابا داود خاکی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ تمام عمر شریف ترک الدنیا میں رہے بلکہ آپ نے غذا سے بھی پرہیز رکھی۔ موسمی پتے کھا کر گذارا کرتے حتیٰ کہ نہ ٹھنڈا پانی پیتے نہ گوشت کھاتے نہ روٹی۔ جو اپنی غذا بنائی وہ بھی کئی دن کے بعد کھاتے تھے۔ صوفیائے اور علماء کی خدمت میں مصروف رہتے مساکین، غربا، فقرا اور مسافروں کی خدمت شعار بنائے رکھا۔ صاحب تواریخ دیدمری اعظمی لکھتے ہیں کہ آپ نے شہروں اور دیہات میں جا کر تبلیغ دین کی اور وہاں مساجد خانقاہیں اور دینی ادارے قائم کئے ہندو رسومات و بدعات کے لئے اعلانیہ بے خوف کوشاں رہے تقریباً دو لاکھ سے بھی زیادہ آدمیوں کو اپنی ارادت مندی میں داخل کیا۔ آپ کی تمام عمر شریف میں ایک دم بھی ایسا نہ گزرا۔ جو یاد خدا سے غافل ہو۔ آپ باکرامت ولی اللہ تھے۔

آپ کی ایک کرامت بہت ہی مشہور ہے کہ آپ کا ایک ارادت مند بند قتل کے کیس میں پھنس گیا تھا اور تختۂ دار پر بھیجا جانے والا تھا کہ اس نے آپ کی طرف توجہ کی آپ نے روحانی طور پر نظرِ عنائت کی اور وہ بچ نکلا۔ آپ کے خلفاء کی بہت بڑی تعداد ہے جو کہ بہت مشہور اور معروف ہوئے ہیں۔ چند حضرات کے اسم ہائے گرامی یہ ہیں۔

خلیفۂ خاص حاجی باباکشمیری مجذوب - عارف باللہ بابا عبداللہ غازی - حضرت شیخ یعقوب - بہرام شیخ قدس سرہ - بابا داؤد مشکواتی قدس سرہٗ -

آپ کو شاعری سے بھی بڑی دلچسپی تھی اور آپ کا زیادہ تر کلام عارفانہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقبت اور نعت گوئی فارسی و کشمیری میں ملی جلی ہے۔ چند اشعار بطور نمونہ پیشِ خدمت ہیں جو کہ مولف کے پاس اپنے بزرگوں کی بیاض سے نقل کئے گئے ہیں۔

یاہو یا من لا الہ الا ہو نام از تو — چند سوزم در فراقت یا محمد مصطفےٰ
کام از تو خاص از تو عام از تو — کی بہ بینم من خجالت یا محمد مصطفےٰ
صبح از تو شام از تو دنیا فانی — صد ہزاران ہمچو من صدچاک کردہ پیرہن
باقی تو از تو دنیا فانی باقی تو — جان فشاں بہر خاک راحت یا محمد مصطفےٰ

مظہری دنیا توی تا چند باشی میکندہ
انتظارت تا قیامت یا محمد مصطفےٰ

(بدرگاہ قاضی الحاجات)

ذکر از تو فکر از تو ذوق از تو شوق از تو — از تو سوز از تو درد از تو دنیا فانی باقی تو
عاجلانو عاصیانو فاسقانو جاہلان — عاجز اند بہر شفاعت یا محمد مصطفےٰ
یا حبیبی یا صفی یا شفیع المذنبین — اسلام والسلامت یا محمد مصطفےٰ
ہینہ بریان دیدہ گریان دلکباد یجے تو — عاشقانو از ندامت یا محمد مصطفےٰ
من بدر دنیا مست گشتم شہوہ کردم امر تو — چند گریم از خجالت یا محمد مصطفےٰ
چوں بفریدیم میکند از ندگین نگیر دوست من — پاس کردم تو کرم حمایت یا محمد مصطفےٰ

◎

آپ کی تصنیف "نورنامہ" یا "ریشی نامہ" ہے۔ اس میں آپ نے شیخ نورالدین ولی اور حضرت ایشیاں المعروف خاوند محمودؒ کے حالات درج کئے ہیں۔ یہ قابل قدر کتاب کشمیری زبان میں ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں کہ کئی تذکرہ نویس اور مورخ حضرات نے اس کتاب کو شیخ نورالدین کی تحریر کردہ فارسی زبان میں لکھا ہے لیکن یہ صریحاً غلط ہے۔ حالانکہ یہ کتاب آپ نے ہی شیخ العالم کے حالات پر لکھی ہے جو زبان کشمیری میں ہے۔ باباصاحب کے بارے میں ہی جناب مخدوم صاحب حمزہ نے فرمایا تھا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب نصیب الدین کا ہے اس کا وارث ہی وہ ہے وہ میرا بیٹا ہے آپ کی وفات ۱۰۴۷ھ ماہ محرم کی ۱۳ تاریخ کو ہوئی مزار مبارک کشمیر بجبیاڑہ میں ہے۔

○

خواجہ نور محمد کلاشیوری قدس اللہ سرہٗ

آپ خطہ کشمیر کے مشہور و معروف اولیاء عظام اہلکارین میں سے ہیں۔ آپ رئیس کشمیر کہلاتے تھے۔ شروع میں کشمیر میں تجارت کرتے تھے اور ملک التجار کے لقب سے نوازے گئے۔ آپ نے درس و تدریس اور خرقہ خلافت کا سلسلہ نقشبندی کے مشہور بزرگ حضرت ایشیاں المعروف خاوند محمود رحمۃ اللہ سے حاصل کیا۔ اس کے علاوہ مدآندہ محمد شاہ بدخشانی کی باثر صحبت سے بھی استفادہ کیا۔ بچپن میں ہی صحبت مشائخ اولیاء میں رہا کرتے اور ان کے ارشادات گرامی سے فیض یاب ہوتے۔ آپ نے شہاب الدین ابو مظفر شاہ جہاں کے دور میں ۱۰۴۳ھ میں وفات پائی مزار مبارک کشمیر میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کی پہلے اولاد کوئی نہیں تھی جب آپ نے حضرت ایشیاں سے خرقہ خلافت حاصل کی تو ان کی نظرِ عنایت سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عطا فرمایا جس کا نام حضرت ایشیاں خاوند محمود ابراہیم نے ابو الفتیح کلور کھا وہ مادرزادہ ولی تھا۔ آپ کے بعد انہوں نے نام روشن کیا آپ کا مزار مبارک بھی کشمیر میں واقع ہے۔

خواجہ داؤد بابا مشکواتی رحمۃ اللہ علیہ اسراہیم

آپ کشمیر کے بڑے بلند پایہ بزرگ اور محدث تھے آپ کو تمام مشکواۃ شریف زبانی یاد تھی جس کی وجہ سے آپ کو مشکواتی کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مسعود غوری تھا۔ آپ کے جدّ اعلیٰ دہلی سے کشمیر آئے تھے۔ اور منصب سپہ سالار و مدار المہامی پر مقرر ہوئے آپ ابو الفقر بابا نصیب الدین غازی کے مرید اور خلیفہ تھے بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ عطار کے پندنامہ میں منطق الطیر کے طرز پر ایک کتاب بھی لکھی۔ جو کشمیر میں آج بھی دستیاب ہے۔ افسوس کہ آپ کے تفصیلی حالات کسی تاریخ یا تذکرہ میں نہیں ملتے۔ آپ نے ۱۰۹۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ مزار شریف بجیاڑہ کشمیر کے قریہ میں واقع ہے۔

حضرت شیخ یعقوب صرفی عاصمی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے محدث، مفکر اور بڑے پایہ کے اولیاء کرام میں سے گزرے ہیں بلکہ آپ کو شیخ الاسلام کہنا بجا ہوگا۔ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تذکرہ دربار اکبری تاریخ پاک و ہند میں جگہ جگہ ملتا ہے آپ کو اکبر بادشاہ کے دور میں "حاجی ثانی" کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ کا تعلق کشمیر کے مشہور گنائی خاندان سے ہے۔ والد گرامی کا اسم مبارک خواجہ حسن عاصمی تھا جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ کشمیر کے اکابر امراء میں سے تھے۔ آپ ۹۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور پھر تحصیل علم حضرت مولانا جامیؒ کے شاگرد رشید مولانا محمد رحمتہ اللہ سے کی اور بارگاہ استاد سے حاجی ثانی کے لقب سے نوازے گئے۔ تکمیل علوم ظاہری کے بعد راہ سلوک میں قدم رکھا تو ریاضت و عبادت میں مشغول ہو گئے۔ روحانی فیض حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی سے حاصل کیا۔ بعد ازاں حضرت مخدوم شیخ حسین خورزمی کی بیعت کا ارادہ کیا مگر آپ کے والد گرامی اور استاد محترم کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں امیر کبیر علی ہمدانی اس میں مانع نہ ہوں چنانچہ آپ تمام خطرات سے بے پرواہ ہو کر کشمیر سے سمرقند تشریف لے گئے اور حضرت شیخ خورزمی کی خانقاہ کے سامنے بیٹھ گئے حضرت شیخ کو

آپ کے آنے کا نور باطن سے حال معلوم ہوا۔ تو وہ آپ سے ملنے کے لئے باہر تشریف لائے۔ اور اپنے ہمراہ خانقاہ کے اندر لے گئے اور اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کر کے خانقاہ کے لنگر کے لئے لکڑیاں لانے پر معمور کیا۔ آپ نے تھوڑے عرصہ میں ہی راہ سلوک طے کر کے مرشد سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد خلافت مرشد کامل نے واپس کشمیر رخصت کیا کہ جا کر خدمت اسلام میں مصروف ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تصرفات کے دروازے کھول دیئے۔ طالبانِ حق جوق در جوق آ کر آپ سے بیعت ہوئے اور روحانی دولت سے مالا مال ہوئے۔ آپ دو دفعہ حج بیت اللہ کے لئے گئے مدینہ منورہ کے بہت روحانی پیشواؤں کی مجلس کی۔ آخری دفعہ جب آپ واپس آئے تو اس وقت چک قوم کی بادشاہیت کشمیر میں تھی اور سنی شیعہ فسادات بڑے پیمانہ پر تھے۔ آپ نے بڑی کوشش کی لیکن جب قاضی موسیٰ شہید کو علی چک بادشاہ کشمیر نے قتل کر کے ہاتھی کے ساتھ باندھ کر سارے شہر پھرایا تو آپ کو بڑا رنج و دکھ ہوا۔ چنانچہ آپ ہمراہ شیخ العلماء بابا داؤد خاکی و بابا اسمٰعیل آنچاری اور بابا مہدی سہروردی کے دہلی آ کر اکبر بادشاہ سے ملے جس نے کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے لشکر بھیجا آپ اس لشکر کے ہمراہ تھے۔ بڑی جانفشانی اور کوشش سے کشمیری مسلمانوں کو نجات دلائی اور کشمیر مسلمان حکمران کے زیر اثر آ گیا۔ کشمیر آ کر آپ نے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور بقایا عمر ہدایت خلق میں گزار دی آپ شاعر ہونے کے علاوہ بڑے پایہ کے مفسر بھی تھے۔ آپ کی بہت سی تصانیف کا ذکر

بھی تاریخ نویسوں نے کیا ہے۔ کچھ کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور کچھ
غیر مطبوعہ ہیں۔ تفسیرِ قرآن۔ ملسلک اخبار لیلیٰ مجنوں۔ مغازی النبوت
مقالاتِ مرشد مناسک حج شرح صحیح بخاری جو طبع ہو چکی ہیں۔

آپ اپنے وقت کے بہت بڑے روحانی پیشوا تھے۔ ہمایوں بادشاہ
کو آپ سے دلی عقیدت تھی۔ اکبرِ اعظم نے بھی اکثر آپ کو اپنی مجلسوں میں
شریک کر کے طرح طرح کی مراعات سے سرفراز فرمایا۔ مُلّا عبدالقادر بدایونی
سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے انہوں نے آپ کی خدمات پر منتخب
التواریخ جلد سوئم صفحہ ۱۴۲ پر بڑی روشنی ڈالی ہے۔ آپ لکھتے ہیں
کہ یعقوب صرفی کابل گئے وہاں مولانا جلال الدین دوانی و میر عبداللہ اور
ابوالمعالی وغیرہ سے ملاقات کی۔ کولاب میں جا کر بزرگوں سے فیض حاصل کیا
'تاشقند' یارقند' مشہد طوس شام' خراسان اور عراق سے ہوتے ہوئے۔
بغداد گئے۔ جہاں آپ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کا خرقہ حاصل کیا اور
ہندوستان واپس آئے۔ گجرات میں سید محمد مہدیؒ سے بلوچستان میں
ابراہیم خاموشؒ سے سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی سے دہلی میں شاہ
عبدالعزیزؒ سے لاہور میں شیخ موسیٰ آہنگرؒ سے فیض حاصل کیا قیام ہندوستان
کے زمانے میں حضرت مجدد الف ثانی' شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ سے
علم حدیث اور تصوف کا درس لیا۔ آپ کی رباعیات کے چند شعر پیشِ
خدمت ہیں۔

مقصود تو صرفی کی محبوب رسی   یا یوسف خویشتن چو یعقوب رسی

گر ہست مناسبت بمطلوب ترا   امید کہ از طلب بمطلوب رسی

وصال مبارک ۱۲ ذی قعد پنج شنبہ ۱۰۰۳ ہجری بعد از نماز عشاء بعہد
شہنشاہ اکبر ہوا۔ مزار شریف زینہ کدل یا پل میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

◎

حضرت قاضی موسیٰ شہید رحمتہ اللہ علیہ امراہیم

آپ کشمیر میں علم و عمل اور دنیاوی جاہ و حشم کے لحاظ سے بڑے بلند پایہ
کے بزرگ تھے۔ یعقوب خاں چک والی کشمیر نے جو نہایت متعصب و
ظالم درجہ کا شیعہ تھا۔ آپ کو حکم دیا کہ آپ سنّیوں کو اذان میں اَشْہَدُ
اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہ کے اضافہ کی ترغیب دیں لیکن حضرت قاضی صاحب
نے والی کشمیر کا یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر ظالم بادشاہ نے آپ کو
شہید کرا کر جسدِ مبارک کو ہاتھی کی دم سے باندھ کر تمام شہر میں گشت کرائی تاکہ
عوام الناس اور رعایا دہشت زدہ ہوں۔

اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ کشمیر کے عام و خاص میں اشتعال و ہیجان پیدا
ہو گیا۔ حضرت یعقوب صرفی۔ شیخ السلام اور حضرت شیخ سلیم چشتی، حضرت
بابا داؤد خاکی ابراہیم غیرت دین کے جوش میں آ کر اکبر بادشاہ کے پاس
دہلی وفد کی شکل میں آئے۔ بادشاہ کو کشمیر پہ قبضہ کرنے کی ترغیب دی

اور چند معقول شرائط پر اس کے ساتھ تعاون کا عہد کیا چنانچہ اکبر بادشاہ نے قاسم خاں رضوی کی معیت میں فوج دے کر کشمیر پر قبضہ کیا اور یعقوب خاں چک کے ظلم اور تشدد سے کشمیری عوام کو نجات دلائی۔ قاضی صاحب کا یہ واقعہ دردناک ۹۹۳ھ میں پیش آیا۔ اکبر بادشاہ نے ۹۹۴ھ میں کشمیر پر قبضہ کیا۔ یعقوب خاں چار سال تک روپوشی کی زندگی گزارتا رہا آخر ۹۹۸ھ میں گرفتار ہو کر کیفرِ کردار تک پہنچا۔ اس دردناک واقعہ کا ایک امر قابلِ ذکر ہے کہ جب قاضی موسیٰ شہید کی لاش مبارک کو گشت کرا تے ہوئے آپ اپنے درِ دولت کے پاس سے گزرے تو آپ کی والدہ ماجدہ اپنے مکان سے باہر آئیں اور اپنے مقدس بیٹے کی لاش دیکھ کر نہ تو ماتم کیا نہ کپڑے پھاڑے نہ نوحہ خوانی کی۔ بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ شکر ہے پروردگار کا کہ میرا فرزند دلبند اپنا سر راہ خدا میں کٹا کر شہید ہوا۔ آپ حق اور باطل کی تاریخ کا ایک باب بن گئے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔

◎

حضرت بابا مسعود نروری قدس سرہ

آپ حضرت سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ کے مرید اور خلیفہ تھے اور شہر کے اغنیاء میں سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کرمان سے ملتان آئے اور وہاں سے کشمیر گئے سنتِ نبوی کے پابند اور عاشقِ رسولؐ تھے رد و فیض و بدعت کے سلسلہ میں نہایت شاندار تاریخی کارنامے انجام دیئے۔ آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ آپ کی اولاد میں کئی مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ بابا مجنون نروری اور مولانا انور شاہ کشمیری قابلِ ذکر ہے۔

○

حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۵۶۲ھ میں ترکستان سے ہجرت کر کے کشمیر میں آئے۔ آپ ترکستان کے ایک قریہ یسی میں پیدا ہوئے۔ اپنے جدِ اعلیٰ یوسف ہمدانی کے مرید اور خلیفہ تھے جو امام الوقت اور بڑے پایہ کے ولی اللہ اور محدث تھے۔ آپ صاحب علم اور صاحب فضل ومظہر۔ کمالات ظاہری و باطنی تھے صلحیاء و عابد زاہد اور توکل میں ممتاز تھے۔ اپنے وطن مالوف سے بغرض سیاحت کے نکلے حرمین شریف بیت المقدس شام عراق، روم روس سے ہوتے ہوئے کابل آئے۔ پھر ہندوستان وارد ہوئے یہاں سے

خطہ کشمیر بے نظیر میں قدم رکھا اور فردوس بریں کی آبشاروں اور کوہساروں
اور ولایت اؤلیاء کی بستی میں ایسا دل لگا کہ واپس نہیں گئے آپ کبھی کبھی
مُلّا شاہ قادری کی خانقاہ پر بھی جایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد خواجہ
معین الدین خاوند ابن حضرت ایشاں خاوند محمود کو آپ کا پتہ چلا تو وہ
انہیں اپنی ہمسائیگی میں لے گئے۔ آپ کے علمی اور روحانی فضل و کمال
سے اہل کشمیر نے بے انتہا علم و فیض حاصل کیا۔ ۱۱۶۶ھ میں وفات
پائی مزار شریف احاطہ زیارت نقشبندی میں ہے۔ ایک دیوان
یادگار چھوڑا۔

حضرت بابا اسمٰعیل قادری آنچاری کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ خطہ کشمیر کے گمنام بزرگ اور مجذوب میں گزرے ہیں بڑے با کمال
اور صاحبِ جمال تھے اپنے آپ کو عوام کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیا۔ آپ
پہلے ان پڑھ تھے۔ اس حالت میں ایک دن مولانا العلامہ خواجہ ابوالفتح
کلو صاحب متوفی سنہ ۱۱۰۰ھ اور خواجہ حبیب اللہ لٹو متوفی ۱۱۵۰ھ کی
صحبت و ارادت اختیار کی اور ظاہری باطنی احوال کی اصلاح کے
علاوہ علوم شرعیہ بھی حاصل کیا اور فقر و استغنا کی دولت سے مالا مال
ہوئے۔ آپ بدعات سے بالکل اجتناب فرماتے۔ پھر حضرت خواجہ

حبیب اللہ لٹو سے سند و خلافت ملی جو صاحب کشف بزرگ گزرے ہیں
آخر جلوس عالمگیری کے زمانہ میں وفات پائی سرینگر کے قریب انچار میں
دفن ہیں

حضرت بابا لطیف رینہ ریشی رحمۃ اللہ علیہ اسراہم

آپ کا اصلی نام پہلے لدی رینہ تھا کشمیر میں حضرت مخدوم حمزہ کے
اسلاف سے نسبت رکھتے ہیں۔ آپ کے بارے میں ایک روایت ہے
کہ ایک دن آپ شیخ نورالدین ولی کے پاس حاضرِ خدمت ہوئے
شیخ صاحب نے فرمایا کیوں آئے ہو؟ تو بابا لطیف رینہ نے فرمایا آپ
کے دیدار کے لئے آیا ہوں۔ حضرت شیخ نور الدین ولی نے فرمایا جب
تک دوست دوست کا کام نہ کرے دوستی کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیئے
بابا صاحب نے فرمایا دوست کا کیا کام ہوتا ہے؟ نور الدین ولی نے
فرمایا کہ حق کا حکم بجالانا۔ بابا صاحب نے فرمایا حق کا بجالانا کیا ہے۔ شیخ
صاحب نے فرمایا مسلمان ہونا اپنے معبود کا بندہ ہونا۔ بابا صاحب نے
فرمایا مسلمان نہیں ہوں گا اللہ کا بندہ ہو جاؤں گا۔ حضرت شیخ نورالدین ولی
نے فرمایا معبود کون ہے؟ بابا صاحب نے فرمایا صنم۔ شیخ صاحب
نے فرمایا۔ رزقِ حلال کھاؤ عابدِ صنم کے ہو جاؤ۔ اتنا کہنا تھا۔ کہ

NafseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

باباصاحب چیخ مار کر بیہوش ہو گئے۔ ہوش آتے ہی شیخ نورالدین ولی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے اور بقایا تمام عمر ریاضات و عبادات میں گذاری۔ نالہ وگریہ زار کرتے رہتے۔ آپ کے مکمل حالات نہیں مل سکے مقبرہ آپ کا کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت بابا محمد مہدی سہروردی کبروی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے مشہور و معروف بزرگ عارف باللہ شاہ بابا عبداللہ غازی گذریائی خلیفۂ خاص ابوالفقرا بابانصیب الدین غازی اسراھیم کے خلیفہ و شاگرد تھے۔ آپ کو بابا عبداللہ غازی نے اپنے وصال کے بعد ہدایت خلق و خدمتِ دین کی تلقین کی تھی۔ جب باباصاحب اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو آپ مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔ رزقِ حلال حاصل کرنے کے لئے زراعت پیشہ اختیار کیا۔ ایک مدت تک بارہ مولا میں سکونت پذیر رہے۔ اس کے بعد شہر میں آکر خلقِ خدا کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

"تذکرہ شاہ بابا عبداللہ غازی" مولفہ مولوی غلام حسن گذریائی لکھتے ہیں۔ کہ آپ سنت نبوی کے بڑے پابند تھے۔ اپنے مرشد کے وصال کے بعد اسلاف کے طریقوں کی پیروی کرنے میں بڑی ہمت رکھتے تھے۔

جہاں جاتے وہاں مسجد یا راستہ بناتے اور مسافرخانہ تعمیر کراتے آپ نے سیر سیاحت بھی کی۔ تبت، اسکردو، لداخ اور علاقہ دراوا تک گئے۔ آخر ۱۰۰ سال سے اوپر عمر پائی ۱۱۵۱ھ میں وفات ہوئی اور محلہ سید عبداللہ سندوری میں مدفون ہوئے۔ مفتی غلام سرور خزینۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں۔

شیخ مہدی ولی عالی جاہ — رفت چون از جہان بخت صاف
سال تاریخ رحلتش سرور — گفت مخدوم مہدی کشاف

◎

حضرت شیخ یعقوب مجذوب مستانہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے بے حال وقال صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ مست الست فقیر تھے۔ آپ خلیفہ و مرید ابوالفقر بابانصیب الدین غازی اسراھیم کے تھے۔ پہلے آپ عبادت میں مگن رہتے تھے بعد میں مرشد کی نظرِ عنایت سے اتنا مست جام الفت ہوئے کہ اپنے آپ کو بھول گئے ایک دفعہ آپ کسی پہاڑی کے غار میں ڈیڑھ ماہ بے آب و طعام خواب رہے ایک شب کسی زمیندار کے ہاں تشریف لے گئے۔ رات زیادہ ہونے کی وجہ سے دروازہ کسی نہ کھولا برف باری کا موسم تھا۔ کپڑوں سے بھی بے نیاز صبح تک برف میں پڑے

رہے اور کوئی پرواہ نہ ہوئی۔ برف حرارتِ عشق سے پگلتی رہی جب صبح ہوئی تو آپ کے اردگرد برف کا نام ونشان نہ تھا۔ آپ مست و مدہوش اتنے ہوئے تھے کہ پاؤں میں گھونگھرو باندھ کر اور سر پر مرغ رکھ کر ناچتے پھرا کرتے۔

آپ کے متعلق عبدالصمد صارم، مؤلف تاریخ تصوف کے مطابق کشمیر کے جو لوگ گھونگھرو باندھ کر ناچتے ہیں۔ یہ سب ہندوؤں کی رسم ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رسم عاشق الٰہی والوں اور عاشقِ محبوب الٰہی والوں کے پیار کی ہے۔ آپ کے ارادت مندوں کا کشمیر میں بہت چرچا ہے۔ آپ کے خلفاء اور مریدیں آج تک آپ کے طریقت کو اپنائے ہوئے ہیں۔ آپ کا وصال مبارک ۱۱۰۴ھ میں ہوا مزار مبارک مضافات اسلام آباد سرینگر میں ہے۔

◎

حضرت بابا نوروز ریشی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار کشمیر کے رئیس الامراء میں ہوتا تھا۔ ابتداء میں آپ بڑے جابر اور ظالم مشہور تھے آپ ایک مرتبہ آپ جنگل میں بغرض شکار گئے۔ ناگاہ شیخ نیک ریشی کہ اولیاء عظام میں سے تھے ان کو جنگل میں دیکھا کہ ان کے سامنے دسترخوان بچھا ہے۔ صحرائی جانور کھانے میں مشغول ہیں۔ اتفاقاً ایک ریچھ نے ایک گیدڑ کے حصہ پر دست درازی کی گیدڑ نے شیخ سے فریاد کی۔ شیخ نیک ریشی نے فرمایا اے ریچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نوروز ظالم کا تجھ پر سایہ پڑا ہے یہ سن کر ریچھ اتنا ڈرا کہ گردن آپ کے قدم مبارک پر رکھ دی اور عذر خواہی کی یہ تمام ماجرا نوروز ریشی نے دیکھا تو ایسے تائب ہوئے کہ کپڑے پھاڑ ڈالے اور نہایت شوق سے درویش نیک ریشی کی خدمت میں رہ کر مقامات سلوک طے کر کے بقایا عمر ریاضات و عبادات میں گذار دی دی اور خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے ۹۹۸ھ میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ مزار شریف کشمیر میں حاجتگاہ خاص و عام ہے

◎

حضرت بابا والی ولی رحمتہ اللہ علیہ

آپ ترکستان سے ہجرت کر کے ۹۹۹ھ میں کشمیر میں آئے۔ شیخ حسین نورزی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ محمد شریف کبروی سے بھی استفادہ حاصل کیا۔ کشمیر میں آکر خانقاہ شاہ ہمدان میں اقامت اختیار کی اور اکثر جذب و استغراق کی حالت طاری رہتی۔ کسی بدبخت شیعہ نے آپ کو کھانے میں زہر ملا کر دیا، جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰۰۱ھ میں پیش آیا۔ آپ کی ایک کرامت مشہور و معروف ہے کہ شیعوں نے ازراہ مذاق اور آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایک دن ایک زندہ شخص کو تابوت میں ڈال کر مردہ قرار دے کر لائے اور آپ سے جنازہ پڑھانے کے لئے کہا ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ بڑے بزرگ ہیں اس کو زندہ کر کے دکھائیں ورنہ نماز جنازہ پڑھا دیں تاکہ اس کی مغفرت ہو جائے جناب شیخ نے ہر طرح ان کو اس عمل سے باز رہنے کا کہا لیکن شیعہ حضرات رضامند نہ ہوئے جب ان کے اصرار پر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی تو ملک الموت نے اس وقت اس کی روح قبض کی نماز جنازہ پوری ہوئی تو مردہ نہ اٹھا جیسا کہ ان کا خیال تھا شیعہ حضرات متعجب ہوئے اور تابوت کا پردہ اٹھایا تو اس شخص کو مردہ پایا۔ آپ سے عرض کی کہ اس کو زندہ کریں۔ آپ نے کہا کہ اگر یہ واقع مردہ ہوتا تو میں خدا کے حکم سے زندہ کرتا لیکن یہ

تو زندہ تھا۔ اس لئے اب یہ زندہ نہیں ہو سکتا ہے۔

حضرت شیخ بہرام سہروردی کبیروی رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید بابا نصیب الدین غازی کے تھے ترک تجارت کر کے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور بوجہ زہد و ریاضت کے اسقدر لاغر تھے کہ جسم مبارک پر سوائے ہڈی اور کھال کے گوشت کا نام نشان نہ تھا اظہار کرامت سے پرہیز کرتے تھے۔ ہمیشہ سرد پانی سے وضو فرمایا کرتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کے مکان میں ایسا چشمہ جاری کیا کہ جاڑے کے موسم میں اس کا پانی گرم اور گرمی کے موسم میں سرد رہتا ایک مرتبہ شیخ مراد ٹنگ آپ سے ملنے آئے اور راستہ میں خیال کیا کہ اگر حاجی بہرام میرے واسطے کھانا موجود کریں تو ہم دونوں ساتھ کھائیں۔ جب شیخ مراد ٹنگ وہاں پہنچے تو آپ نے کھانا حاضر کیا۔ اور دونوں بزرگوں نے ساتھ کھانا شروع کیا۔ اس وقت حضرت حاجی بہرام نے تبسم فرمایا اور کہا آج کیا اچھا دن ہے کہ تمہارے حسب دل خواہ کھانا ہے اور میں تمہارے ساتھ شریک ہوں۔ آپ کو کشف میں بڑا مقام حاصل تھا لیکن آپ اظہار کرامت سے اس لئے پرہیز کرتے تھے کہ لوگ آپ کی عبادات اور

ریاضت میں خلل ڈالتے تھے آپ سنت نبویؐ کے بڑے پابند تھے اور اپنے ارادت مندوں کو بھی سنت نبوی کی پابندی کی ہدایت کرتے تھے۔ آپ کا وصال مبارک ۱۱۰۱ھ میں ہوا۔ مزار شریف خطہ کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت بابا زین الدین ریشی کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ خاص جناب شیخ العالم نورالدین ریشی کے تھے اصل وطن آپ کا کشتواڑ تھا۔ شجرہ نسب آپ کا راجگان کشتواڑ سے ملتا ہے آپ ابھی بچہ تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ بیوہ ماں نے در یتیم بنا کر رکھا ایک رات آپ کی والدہ نے خواب میں شیخ نورالدین ولی ریشی کو دیکھا اور صبح اس وقت کے بزرگ بابا بام الدین ریشی خلیفہ و مرید شیخ نورالدین ولی کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ خواب کی تعبیر معلوم کرنے آئی ہوں۔ اتنے میں وہاں شیخ نورالدین ولی بھی تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے پہچان لیا۔ اس وقت دونوں ماں بیٹا مسلمان ہوئے اور بابا صاحب نے آپ کا اسلامی نام زین الدین ریشی رکھا آپ نے عاش یاں عیش مقام میں قیام کیا برسوں تک عبادات و ریاضت میں مصروف رہے۔ وہیں آپ کا مزار شریف ہے اس کے علاوہ آپ نے دیگر مقامات کی بھی سیر و سیاحت فرمائی۔ ایک مرتبہ آپ علاقہ زینہ گر میں تھے اور موضع

شیوہ میں جو سوپورہ سے بجانب شمال عین دامن کوہ میں واقع ہے قیام فرما تھے۔ انہی دنوں بادشاہ سلطان زین العابدالدین بڈشاہ بھی زینہ گیر آپ کی ملاقات کے لئے آیا۔ بابا صاحب اس وقت مصروف عبادت تھے آپ نے بادشاہ کی تعظیم و تکریم جیسی کرنی چاہیئے تھی نہ کی تو بادشاہ ملول خاطر ہو کر وہاں سے واپس چلا آیا۔ بادشاہ کے جانے کے بعد جب بابا صاحب فارغ از نماز ہوئے تو حکم دیا کہ چٹائی دھو ڈالو آلودہ ہو گئی ہے۔ بادشاہ کو ملاقات نہ ہونے کا رنج تھا۔ اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے بادشاہ کے کان بھرے۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اگر میں اتنا ہی ناپاک ہوں تو میرے ملک سے چلے کیوں نہیں جاتے۔ بابا زین الدین ریشی اپنے مریدوں کی ایک جماعت کو لے کر تبت کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ۸۵۸ھ میں پیش آیا۔ آپ کے ملک بدر ہونے کے بعد جو واقعہ بادشاہ کو پیش آیا اس میں تذکرہ نویسوں کا اختلاف ہے کوئی لکھتا ہے کہ بادشاہ کا لڑکا بیمار ہوا۔ کوئی لکھتا ہے کہ بادشاہ بیمار ہو گیا۔ اور تمام حکماء و اطباء علاج سے عاجز آ گئے پھر خود بادشاہ نے کہا کہ میرا علاج صرف اس درویش کے دست مبارک سے ہے جس کو میں نے ملک بدر کیا ہے چنانچہ بادشاہ نے اپنے ایک وزیر اور ایک فرزند حیدر خاں کو کوہستان تبت کی طرف روانہ کیا کہ درویش جہاں ملے اس کو عذر خواہی کر کے واپس لائیں۔ بابا زین الدین ریشی اس وقت تبت چیلاس میں تھے۔ بادشاہ کے فرزند نے آپ کی قدم بوسی کے بعد واپس ہونے کی التجا کی۔ آپ جانے پر

رضامند ہوئے۔

جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ باوجود اس دردِ عظیم کے معہ امراء و وزراء کے استقبال کے لئے نکلا۔ تاریخ دیدہ مری میں لکھا ہے کہ جوں جوں شیخ زین الدین کی قدم بوسی کے لئے بادشاہ نزدیک آتا گیا توں توں اس کا درد کم ہوتا گیا۔ جب بادشاہ بابا صاحب کے روبرو آیا تو درد جاتا رہا اور وہ بالکل تندرست ہوگیا۔ آپ نے بمقام عیش پورہ میں انتقال فرمایا۔ رحلت سے پہلے وصیت فرمائی کہ مجھ کو غسل دے کر کفن پہنا کر تابوت میں رکھو اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے چنانچہ جب تابوت کو دیکھا گیا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ بلکہ تابوت خالی تھا۔ اس تابوت کی جگہ آپ کی زیارت بنائی گئی۔

◎

حضرت آخوند ملا حسین خبازی مجددی قدس سرہ الرحیم

آپ کشمیر میں بڑے ولی اللہ اور پیشوائے اعظم کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں آپ پہلے مولانا محمد قادری کے مرید ہوئے اور بعدہ خواجہ عبدالشہید دہلوی کے اور فیض کامل حاصل کر کے چند دن کے بعد روضہ مبارک خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پہ حاضر ہوئے پھر کشمیر میں آکر ہدایتِ خلق میں مصروف ہوئے۔ تذکرۃ الاولیاء بزبان کشمیری ولی محمد متو لکھتے ہیں کہ آپ بڑے کشف والہام کے بزرگ تھے۔ ایک دفعہ کشمیر کے مشہور و معروف بزرگ ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی، شیخ محمد امین صوفی، خواجہ محمد افضل اور مولانا حیدر پتلو جمعہ کے دن جناب آخوند صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے گئے تو آخوند صاحب نے ایک حدیث پڑھی اور مولانا حیدر پتلو سے دریافت کیا کہ اس کا راوی کون ہے لیکن مولانا حیدر پتلو چپ رہے۔ ان کے صاحبزادے خواجہ محمد افضل ابراہیم نے کہا کہ اس حدیث مبارکہ کے راوی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لیکن آخوند ملا حسین صاحب نے اتفاق نہ کیا۔ پھر مولانا حیدر سے پوچھا مولانا حیدر نے اپنے فرزند کی تائید کی۔ ملا حسین نے کہا کہ آپ نے پہلے کیوں جواب نہ دیا۔ اس میں آپ کا اور مولانا کا تردد ہو ضروری ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس روایت کی تصدیق کرائی

جائے ۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص برقعہ پوش نورانی آیا ۔ یہ سب بزرگ بھی تعظیم بجا لائے اور ان کے قدم چومے نووارد نے آہستہ باادب اس روایت کی تصدیق کی اور جس طرف سے آیا تھا اسی طرف سے چلا گیا ۔ آپ تین حضرات کا تردد ختم ہوا ۔ آپ یارِ غارِ رسولؐ حضرت عثمان غنی رضی اللہ کے مشکور ہوئے ۔ آپ کا وصال مبارک ۱۰۵۰ھ میں ہوا مزار شریف محلہ کوجہرا میں ہے ۔

◎

حضرت قاضی القضاۃ ملا مولینا جمال الدین بڈشاہیؒ

آپ کے متعلق خواجہ اعظم دیدہ مری کشمیری لکھتے ہیں کہ آپ ہندوستان سے ہوتے ہوئے کشمیر میں آئے اور خانقاہ شاہ ہمدان میں قیام فرمایا اور وہیں عبادات میں مصروف ہوئے ۔ رفتہ رفتہ لوگوں میں مقبول ہوئے اور ملا علامہ قاضی کے لقب سے یاد کیا جانے لگا ۔ آپ بڑے پایہ کے محدث مفکر اور ولی اللہ تھے ۔ ورد و وظائف کے بڑے پابند تھے بڑے عالم و فاضل اجل تھے ۔ لوگوں سے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے ۔ لوگوں کی عرضیاں بادشاہ کے دربار میں لکھتے تھے ۔ ایک مرتبہ سلطان سکندر مرزا کی وفات پر بھی قطرات اشک بہائے تو بادشاہ نے اپنے ایک آدمی بھیج کر بلایا اور اٹھ کر تعظیم کی اپنے پہلو میں بٹھایا اور قاضی القضاۃ کا عہدہ ان کے سپرد

کیا جو اس وقت میں چیف جج کے برابر ہوتا تھا ۔ تذکرہ السلاف کے مولفؒ بہاء الحق قاسمی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ سلطان زین العابدین بادشاہ کے عہدِ حکومت میں قاضی کے عہدہ پر فائز تھے اور چونکہ بادشاہ بڈہ شاہ کی تخت نشینی ۸۲۶ھ میں ہوئی اور وفات ۸۷۸ھ میں ہوئی اس کے پیشِ نظر کہا جاتا ہے کہ حضرت مولینا جمال الدین بڈہ شاہی کی وفات بھی نویں صدی ہجری کے وسط یا آخر میں ہوئی ۔

◎

حضرت شیخ محمدؒ مراد ٹنگ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ملا محمد طاہر مفتی ؒ کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ شیخ عبدالاحد سرہندی کے تھے چند روز دہلی میں مرشد کی خدمت میں رہے خرقہ خلافت حاصل کر کے واپس کشمیر آ گئے اور خدمت دین میں مصروف ہو گئے ۔ آپ بڑی عبادات ریاضت اور شب بیداری کے پابند تھے تہجد کے وقت ہزار رکعت نماز روز پڑھتے تھے نہایت صالح اور بابرکت بزرگ گزرے ہیں یوں تو آپ کے مرید اور خلیفہ بہت ہیں لیکن خواجہ محمد اعظم دیدہ مری آپ کے شاگرد اور خلیفہ بہت مشہور ہوئے ہیں ان کی تاریخ اعظمی ' دیدہ مری بڑی مشہور اور معروف تاریخ ہے ۔ جس میں خواجہ صاحب نے تاریخ واقعات کے علاوہ کشمیر کے بزرگوں کے حالات بھی لکھے ہیں

اس کے علاوہ ایک کتاب "رسالہ فیض مراد" لکھی جو آپ کے حالات پر مشتمل ہے۔ وفات ۱۱۳۱ھ میں ہوئی مزار کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت شاہ محمد صادق قلندر رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے امراء سے تھے۔ ترک دنیا کرکے خواجہ بیرنگ فرزند دلبند خواجہ باقی باللہ کے مرید ہوئے اور مست جام وحدت ہو کر قیودات ظاہری سے قدم باہر رکھا جو ہوشیار آپ کی خدمت میں جاتا مستِ الست اور مدہوش ہو کر علانیہ کلمہ "ہمہ اوست" کہنے لگتا آخر علمائے کشمیر نے بادشاہ عالمگیر کو ان کے حالات سے مطلع کیا۔ چنانچہ شاہ صادق بادشاہ کے حضور گئے بادشاہ نے سبب دیوانگی دریافت کیا۔ اس کے جواب میں چند اشعار مستانہ وار پڑھے بادشاہ نے حکم دیا ان کو رہا کیا جائے کہ یہ معذور ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۱۰۷ھ میں ہوئی مزار مبارک کشمیر میں موضع لار" میں حاجت گاہ خاص و عام ہے۔

◎

خواجہ محمد اعظم دیدہ مری پروانہ کشمیر رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا شمار کشمیر کے علماء و مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ خواجہ خیر الدین الملقب خیر الزمان کے فرزند تھے۔ سرینگر کے علاقہ دیدہ مری میں ۱۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اخوند عبید اللہ شہید اور ملا عبد الرزاق بانڈے کے مدرسہ میں پائی۔ سخن گوئی میں بہت مشہور گزرے ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد شیخ مراد ٹنگ اسراھیم کے پاس گئے اور چند روز خدمت مرشد میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کر کے مدارج سلوک و تصوف میں اعظم کا خطاب حاصل کیا شعر گوئی میں بھی بڑی مہارت حاصل تھی علاوہ ازیں تواریخ نویس بھی تھے۔ آپ نے کشمیر کے حالات پر ایک کتاب لکھی جس کا نام تواریخ اعظمیاں واقعات کشمیر کے نام لکھی تھی۔ جس نے بڑی شہرت پائی ہر ایک تذکرہ نویس نے آپ کی تاریخ کا سہارا لیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے مرشد کے حالات پر ایک رسالہ فیض مراد بھی تحریر فرمائی۔ آپ کا نسبی تعلق گنائی خاندان سے ہے جو کشمیر میں مشہور و معروف تھے اور کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وفات حسرت آیات ۱۱۸۵ھ میں ہوئی۔ مورخ کشمیر ڈاکٹر آفاقی صاحب نے اپنی کتاب جلوہ کشمیر میں وفات کا واقعہ اس طرح لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب بیمار تھے لوگوں نے طبیب سے استفسار کیا کہ خواجہ صاحب کو کیا مرض لاحق ہے طبیب نے جواب دیا۔ ضعفِ گردہ خواجہ صاحب نے اپنی

وفات کی تاریخ خود اس وقت کہہ ڈالی۔

اگر پرسند اعظم از چہ مردہ
بگو سالِ وفاتش "ضعف گردہ"

۱۱۶۹ھ

◎

سید جان باز ولی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر میں اصفہان سے آئے خضر راہ اہل نیاز حضرت جان باز ولی کا اصلی نام محمد تھا۔ رفاعیہ تھا۔ حضرت سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کے مرید و خلیفہ تھے علوم ظاہری و باطنی میں صاحب کمال بزرگ اور ولی تھے۔ سلطان زین العابدین کے زمانہ میں کشمیر آئے پہلے سید رفاعی کے نام سے مشہور رہے پھر ریاضات کاملہ کی وجہ سے سید جان باز ولی مشہور ہو گئے بادشاہ کے اصرار سے دار الخلافہ نوشہرہ کو اپنا مسکن بنایا لیکن جب لوگوں کی کثرت عبادت و ریاضت اور آزادی میں حرج ہونے لگا تو بادشاہ کو مجبور کر کے اپنی قیام گاہ بدل لی۔ اور بارہ مولا میں آکر قیام فرما ہوئے۔ بادشاہ آپ کے ساتھ کشتی میں سوپور تک آیا اور زینہ لنک کی تعمیر کے لئے حضرت سے دعا کرائی۔ آپ کا قیام عین دامن کوہ میں دریا کے کنارے پر اس جگہ تھا جہاں آج موضع خانپورہ آباد ہے۔ بادشاہ

نے حضرت کے خدام اور لنگر کے اخراجات کے لئے تین گاؤں جاگیر میں دیئے اور ایک وسیع چراگاہ ان کے خدام کے گھوڑوں کے لئے عطا فرمائی۔ اسی چراگاہ کے مقام پر آج خانباز پورہ ایک چھوٹا سا گاؤں آپ کے نام پر آباد ہے ۲۲ ربیع الثانی ۸۴۲ھ میں آپ کا وصال ہوا مزار مبارک خانپورہ علاقہ کشمیر میں مرجع خاص و عام ہے۔

◎

حضرت بابا عثمان گنائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا عثمان گنائیؒ کشمیر میں بڑے پایہ کے بزرگ تھے اور سرینگر کے خاص رؤسا میں شمار ہوئے تھے اس زمانہ میں جب کہ سفر دشوار گزار تھا آپ پنجاب و ہند کی سیر کرتے ہوئے حرمین شریفین تک پہنچے۔ وہاں خواجہ اسحاق ختلانی سے ملاقات ہوئی اور ان سے بیعت ہونے کی خواہش کی خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے گھر میں گنگا بہہ رہی ہے۔ زیارت حرمین سے فارغ ہو کر سیدھے اپنے وطن جاؤ اور شیخ بہاؤالدین گنج بخش کی خدمت و اطاعت سے مقاصد دلی حاصل کرو چنانچہ آپ نے کشمیر واپس آکر شیخ بہاؤالدینؒ سے فیض باطنی حاصل کیا اور شیخ نورالدین ولی حضرت حاجی ادھم سے بھی فیض باطنیہ حاصل کیا۔ تذکرہ الحضرات میں لکھا ہے کہ آپ ۱۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور وفات ۸۶۱ھ میں ہوئی۔

مزار مبارک ملک الشعر مرزا حیدر کاشغری کے پہلو میں ہے۔ آپ کی
اولاد بھی بہت مشہور گزری ہے۔ بابا رجب گنائی و بابا زینی گنائی ملا
فیروز گنائی ملا نتو گنائی، ملا لوی گنائی عاصمی میر علی گنائی جیسی ہستیاں آپ
ہی کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت شیخ بہاؤالدین گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے باکشف وکرامات اولیاء عظام میں سے ہیں۔ اسحاق ختلانی
جو خلیفہ امیر کبیر سید علی ہمدانی کے تھے۔ ان کے مرید اور خلیفہ ہیں اصلی نام
بہاؤالدین تھا گنج بخش کے لقب سے مشہور ہوئے سید محمد مدنی اور حضرت
شیخ نورالدین ولی کے صحبت یافتوں میں سے تھے۔ بادشاہِ وقت آپ کا
عقیدت مند اور مرید خاص تھا اور آپ کو محلات شاہی میں بھی دعوت دیتا
رہتا۔ ایک دن آپ موضع کرشہ بل میں لب دریا ایک درخت کے نیچے
مربہ زانو بیٹھے تھے کہ نصف شب کے قریب چوروں کی ایک جماعت
شہر سے مال متاع لے کر اس طرف آئی اور چوری کا مال آپس میں تقسیم
کرنے لگے۔ تقسیم کرنے کے بعد ان کی نظر اس تاریکی میں پڑی اور آپ
کو شہید کر ڈالا کہ یہ ہمارا راز فاش نہ کر دیں۔ بادشاہ کو اس المناک واقعہ

کی خبر ہوئی تو بہت افسوس کیا۔ شیخ نے اپنے ہم صحبتوں اور وارث منڈل
کو وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرا جنازہ کناہوں پر
لے جانے کی بجائے میرے پاؤں میں رسہ باندھ کر کشاں کشاں لئے
پھرو۔ یہاں تک کہ قبرستان میں پہنچا دو، لوگ اس وصیت کی تکمیل
کے لئے بڑے متردد و مضطر تھے۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے حکم
دیا کہ حضرت شیخ کی وصیت پوری کی جائے چنانچہ بادشاہ کے حکم سے ایک
گہوارہ بنایا گیا۔ اس میں آپ کی لاش مبارک رکھی گئی اور رسہ باندھ کر
آپ کو قبرستان تک لے گئے حضرت بابا عثمان گنائی اور بہت سے
بزرگان شہر اور اعیان حکومت آپ کے جنازہ کے ساتھ تھے کوہ ماران
ہری پربت کے دامن کوہ میں بیرونی قلعہ ہے وہاں آپ کو دفن کیا گیا"
۸۴۹ھ میں آپ کو شہید کیا گیا۔

حضرت بابا فتح اللہ حقانی لاثانی اسراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے بلند مرتبہ صوفیائے عظام سے تھے۔ شیخ اسمٰعیل زاہد کبروی کے فرزند و خلیفہ تھے۔ کشمیر سے ہجرت کر کے سیال کوٹ آئے اور یہیں آپ کا وصال مبارک ہوا۔

سیال کوٹ آنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی دختر نیک اختر حضرت مولانا کمال الدین سیال کوٹی کے عقد نکاح میں تھی۔ مولانا جمال الدین سیالکوٹی اور مولانا کمال الدین سیالکوٹی آپ کے شاگرد تھے۔

حضرت خواجہ داؤد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار کشمیر کے خدا رسیدہ مجذوبوں میں ہوتا ہے جذب و استغراق اس حد تک تھا۔ کہ اپنی خبر بھی نہیں ہوتی تھی کھانے پینے کی کچھ پرواہ نہیں تھی۔ سالوں خاموش رہتے اور کسی سے کلام نہ کرتے اگر کوئی ضرورت مند ان کے پاس آتا تو کشف سے اس کے حال پہ مطلع ہو جاتا اور بتلا دیتے کہ تمہارا مطلب حاصل ہو جائے گا یا نہیں ۱۰۲۴ھ میں خطہ کشمیر میں طاعون بہت شدید پھیل گیا بہت سے بوڑھے اور جوان اس مرض سے موت کی آغوش میں چلے گئے چنانچہ لوگ آپ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ تاکہ طاعون کا مرض کشمیر سے ختم ہو جائے آپ نے فرمایا بہتر ہے تمام اہل کشمیر کے عوض میں اپنے آپ کو فدا کرتا ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور خطہ کشمیر سے طاعون کا مرض بھی اس دن ختم ہو گیا۔ مزار کشمیر میں ہے۔

حضرت زین الدین ڈار قدس سرہ

آپ کے والد بزرگوار خواجہ عبداللہ خواجہ رفیق آشائی سہروردی کے خلیفہ تھے اور تجارت کیا کرتے تھے. خواجہ حبیب اللہ کے مرید ہوئے درجہ ولایت حاصل کیا۔ اپنے مرشد سے غایت درجہ اعتقاد تھا ایک روز اپنے مرشد کی خدمت میں جا رہے تھے کہ راستہ میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی مگر خضر علیہ السلام سے عذر کیا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا کیونکہ پیر کے پاس حاضری میں "تاخیر ہوگی۔ یہ کہہ کر پیر کی خدمت میں چلے گئے۔ آپ نہایت خوبصورت تھے ۱۰۴۳ھ میں وفات پائی مزار کشمیر میں ہے .

حضرت حیدر ٹیلو رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے والد خواجہ فیروز گنائی خواجہ عبدالشہید کے مرید تھے۔ ایک روز آپ کے والد نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ میری چار لڑکیاں ہیں۔ لڑکا کوئی نہیں ہے اس وجہ سے میں مغموم رہتا ہوں۔ حضرت خواجہ نے دعا کی اور بشارت بھی دی کہ فرزند ارجمند پیدا ہوگا پھر خواجہ حیدر ٹیلو پیدا ہوئے آپ کی عمر سات سال کی تھی کہ عبادت ریاضت کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور بابا نصیب الدین غازی سے تحصیل علم کر کے عالم ہو گئے ۱۰۵۰ھ میں وفات پائی مزار مبارک کشمیر سرینگر میں ہے۔

میر سید محمد ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی اولاد سے ہیں۔ علم حدیث اپنے والد مکرم
سے پڑھی مدارج سلوک بھی ان سے حاصل کیا اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا
والد کے انتقال کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں کشمیر آئے ۱۲ سال تک قیام
فرمایا اور خدمت خلق و دین اسلام کی ترویج کرتے رہے سلطان قطب الدین
اور سلطان سکندر بادشاہ آپ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ بڑے پایہ
کے عالم تھے آپ کی کئی تصانیف بھی ہیں۔ سلطان سکندر کے لئے آپ
نے ایک رسالہ علم تصوف میں لکھا تھا اور شرح منطق ایک رات میں لکھی
آپ کی بدولت کشمیر میں احکام شرع میں کافی مدد ملی سماع مزامیر کے خلاف
تھے۔ سلطان سکندر نے آپ کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کرائی تھی جو
بمقام چشمہ بون ۷۹۸ھ میں شروع ہوئی اور ۷۹۹ھ میں مکمل ہوئی حضرت
سید میر محمد ہمدانی نے ایک لعل بدخشی سلطان سکندر کو تبرک کے طور پر مرحمت
فرمایا تھا۔ سنہ ۸۰۰ھ میں آپ کشمیر سے حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہوئے۔
رخصت کے وقت آپ نے سلطان سکندر کو تاکید فرمائی کہ اسلام کی ترویج
میں کوشش کرنا چنانچہ سلطان سکندر نے آپ کے ارشاد کے مطابق
کشمیر میں بہت سے لوگوں کو اسلام میں داخل کیا۔ حضرت سید
میر محمد بعد ادائے حج بیت اللہ واپس کشمیر آئے اور سنہ ۸۱۸ھ میں

وفات پائی۔ وفات اپنے والد مکرم کی جگہ پائی اور وہیں والد کی تربت
کے قریب دفن ہوئے۔

حضرت شیخ ہلال الدین قدس سرہ

آپ کشمیر کے صاحب قال و حال اور نہایت باکمال بزرگ تھے سلطان
زین العابدین کے عہد سلطنت میں خطہ کشمیر کو اپنے دلپذیر جمال سے بدر منیر
کیا اور ہدایت و مشیخت کا جھنڈا بلند کیا۔ سینکڑوں طالبان حق کو آپ
کی ذات بابرکت سے فیض حاصل ہوا۔ خاندان سہروردی کبروی نقشبندی
کا فیض خطہ کشمیر میں آپ کے فیض برکات سے عام ہوا۔ فیض روحانی اویسی
طریقہ سے حضرت شاہ بہاؤالدین نقشبندی سے حاصل ہوا یعنی آنحضرت
کا روحانی سلسلہ نقشبندیہ بغیر کسی واسطے کے پہنچا۔ اور نسبت سلسلہ کبروی
عالیہ سید محمد ہمدانی سے حاصل ہوئی۔ آپ کی وفات سنہ ۸۶۳ھ میں ہوئی
مزار شریف کشمیر میں حاجت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت شاہ بدیع الدین مدار کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر میں شاہ مارے کے نام سے مشہور تھے۔ شراب عشق میں سرمست
رہتے ہمیشہ ویرانوں اور بیابانوں میں پھرتے رہتے اور لوگوں سے الگ رہتے
موسم سرما میں برف باری کے موسم میں تمام رات میدان میں گزار دیتے سوائے
ایک تہبند کے کوئی کپڑا اپنے پاس نہیں رکھتے تھے جس سے ستر عورت
کرتی تھی۔ آپ کی زبان مبارک حق شمشیر برہنہ کا حکم رکھتی تھی جو کچھ زبان سے کسی
کے بارے میں فرماتے وہی ہو جاتا تھا۔ باوجود غلبہ جذب وسکر توحید کی بات
برملا کہتے۔ علماء وقت نے ان کے متعلق قتل کا حکم صادر کر دیا تھا اور ان کے
خلاف فتویٰ لکھا لیکن حاکم کشمیر نے بسبب حالت سکر و بے ہوشی کے ان کو
معذور تصور کیا اور چھوڑ دیا۔ اس وقت بھی اگر کوئی ان کی خانقاہ میں جاکر
جھوٹی قسم کھاتا ہے تو سزا کو پہنچتا ہے۔ آپ کا وصال مبارک ۹۹۲ھ میں
ہوا مزار شریف کشمیر میں واقع رشنہ پورہ ہے

حضرت سید محمد امین منطقی بیہقی المعروف

بہ میر بابا ریشی اویسی قدس سرہ

آپ کے والد کا نام سید محمد حسن منطقی تھا۔ آپ سادات عالی نسب سے
ہیں۔ محمد دین فوق صاحب، شباب کشمیر میں لکھتے ہیں کہ یہی وہ نوزائیدہ بچہ
تھا جس کو اس کے باپ میر سید حسن بابا منطقی نے بادشاہ کو بطور تبرک کے
دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اس کا نام محمد امین رکھنا۔ کیونکہ بادشاہ کی ایک بیوی لاولد
تھی جو خاندان بیہقی کی تھی اور ہر وقت غمگین رہتی تھی۔ یہ بچہ بادشاہ نے اس
بیگم کے سپرد کیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم خواجہ ہلال اشم والے سے حاصل کی
اور خلعت طریقت بھی ان سے حاصل کی۔ بادشاہ آپ کو اپنے بچوں کی طرح
ہر وقت اپنے ساتھ سفر میں رکھتا تھا آپ کو اویسی اس لئے کہا جاتا ہے کہ
آپ کی نسبت حضرت اویس رحؒ سے تھی جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو آپ نے
ایک شعر پڑھ کر معذرت چاہی کشمیر کے مشہور بزرگ مخدوم الوفا شیخ حمزہ کاشمیری
اپنے ابتدائی زمانہ میں مدت تک آپ کے آستانہ پر حاضر ہوتے رہے محلہ
ڈبنجین شاہ میں جس کو بلبل لنگر کہتے ہیں۔ آپ کا مزار شریف ہے آپ کو
ایک مخالف فرقے نے شہید کیا۔ مرتے وقت آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا

منہم آں رند جہاں گرد مسیحا نفسے
کہ من ایں ہر دو جہاں را نہ شمارم بہ خسے

۸۸۹ھ میں ہوئی

حضرت ملا فیروز مفتی گنائی محدث کشمیر رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے محدث اعظم تھے عین شباب میں حج بیت اللہ شریف کو
عازم سفر ہوئے اور واپسی میں ہند میں آکر تحصیل علوم میں مصروف ہو گئے۔
مدارج سلوک طے کرنے کے بعد دہلی میں مرجع خلائق ہوئے۔ اکبر اعظم نے
آپ کو دہلی میں قیام کرنے پر بہت اصرار کیا۔ مگر آپ واپس کشمیر
چلے گئے اور وہاں مفتی اعظم کے معزز عہدہ پر فائز ہو کر کمال امانت و
دیانت سے اس کام کو انجام دیا مرید و خلیفہ آپ شیخ میر حمزہ کشمیری
کے تھے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک معزز خاندان کے بانی بابا عثمانی
گنائی کے فرد تھے۔ ۹۷۳ھ میں وصال مبارک ہوا۔ مزار شریف قریہ
سرینگر میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت بابا جنتی شاہ مجذوب قلندر کشمیری رح

قریہ کشمیر میں آپ کا شمار اپنے زمانہ کے کاملین مجذوب بزرگوں میں ہوتا
ہے کشف و کرامات میں مشہور و معروف تھے جو کوئی ان کی خدمت میں
جاتا اس کا مافی الضمیر بتلا کر اس کی تسلی کر دیتے تھے آپ حضرت مخدوم
شیخ حمزہ کشمیری اور بابا داؤد خاکی کے زمانے میں ہوئے ہیں اور اکثر
ان دونوں بزرگوں کی مجلس میں جایا کرتے مسائل طریقت و حقیقت کے
بارے میں اظہارِ خیال فرماتے۔ دونوں بزرگوں کو بھی آپ سے بڑی محبت
تھی وہ بھی آپ کے پاس خلوت میں بیٹھ کر محبت آمیز باتیں کرتے آپ
نے اپنے انتقال کے متعلق پیشتر خبر دے دی تھی ۹۸۱ھ میں وصال
مبارک ہوا مزار شریف احاطہ شیخ ہروی ریش کے پہلو میں ہے۔

حضرت بابا قدس المعروف بہری ریشی کشمیری رح

آپ خطہ کشمیر دلپذیر کے بلند رتبہ بزرگ اور اولیاء گذرے ہیں۔ آپ قبیلہ آہنگراں سے تعلق رکھتے تھے اور مادر زادہ ولی اللہ تھے آپ ہی کے متعلق جناب شیخ نور الدین ولی ریشی نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میرے سو سال بعد ایک بزرگ قدس پیدا ہوں گے جو مادر زاد ولی اللہ ہوں گے۔ آپ کو بچپن سے ہی خدا پرستی کا ذوق و شوق تھا بطریق ریشی ذکر و شغل کرتے تھے ریشی کشمیر میں درویشوں کا ایک فرقہ ہے جو نفس کشی بیاباں اور جنگل میں آبادی سے دور کرتے ہیں پرہیز جلالی و جمال سے بھی وابستہ ہیں۔ ریشی کے تمام فرقے سلسلہ کبروی سہروردی سے تعلق رکھتے ہیں آپ بڑے عابد زاہد تھے کسی شیخ سے بظاہر ارادت نہیں رکھتے تھے۔ تمام رات قیام میں اور تمام دن عبادت میں گزارتے۔ خلق محمدی اور مہمان نوازی غائیت درجہ کی رکھتے تھے۔ صاحب تواریخ اعظمی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے بچپن کے زمانہ میں ایک مہمان آپ کے دردولت پر حاضر ہوا۔ آپ کی والدہ ماجدہ مہمان کے لئے کھانے میں ایک چھوٹی مچھلی بازار سے خرید لائیں۔ اور طشت میں رکھ دی۔ اتفاقاً ایک چیل آئی اور مچھلی کو لے گئی والدہ نے آپ سے ذکر کیا بابا قدس نے فرمایا رزق کے دینے والے نے اگر یہ مچھلی ہمارے مقدر میں رکھی تھی تو چیل کیوں لے گئی اور تقسیم والے کا یہ

حضرت شیخ میر حمزہ قدس سرہ

آپ میر سید جلال الدین بخاری کے مرید اور خلیفہ تھے بڑے پایہ کے بزرگ و مرتاض تھے آپ کے مریدوں کی بڑی تعداد کشمیر میں ہے آپ کا وصال مبارک ۲۴ ربیع الاول ۹۸۵ھ میں ہوا مزار شریف کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت سید مدنی گیلانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ جناب حضرت غوث الاعظم رضؓ کی اولاد سے تھے۔ سیر سیاحت کرتے ہوئے کشمیر وارد ہوئے کشمیر کی فضا اتنی پسند آئی کہ بغداد جاکر اپنے اہل وعیال کو لے کر واپس کشمیر آگئے اور محلہ رعناواری میں سکونت اختیار کرلی۔ بادشاہ وقت آپ کا خاص ارادت مند تھا آپ کشف و کرامات میں یگانۂ روزگار تھے ایک بادشاہ نے آپ کو دعوت دی اور اس میں تاز بری بھی پکائی گئی تھی جب کھانا آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا تاز باورچی کو دے دو جب تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ تاز مردہ پکائی گئی تھی۔ باورچی نے بھی تسلیم کیا آپ کا وصال مبارک ۱۱ رجب ۸۹۴ھ میں ہوا۔ مزار کشمیر میں ہے۔

◎

انصاف؛ یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ چیل نے واپس آکر مچھلی اس طشت میں
میں رکھ دی۔ تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ بابا بہروی ریشی نے آخری عمر
میں حضرت سلطان العارفین حمزہ مخدومی سے بیعت کی تھی۔ اور طریقت
سہروردی میں داخل ہو کر خرقہ خلافت بھی حاصل کیا تھا۔ بابا داؤد خاکی نے
بھی بابا قدس کے کمالات، حکایات خوارق اور کرامات کا ذکر اپنی کتاب
دروالمریدین میں کیا ہے۔ آپ کا وصال مبارک یکم ذیلقعدہ ۹۸۹ھ میں
ہوا۔ مزار شریف کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت خواجہ طاہر رفیق آشنائی کشمیری قدس سرہ

آپ کے والد کا نام خواجہ ابراہیم تھا آپ عین شباب میں بزازی کا کام کرتے
تھے پھر اس پیشہ کو ترک کر کے زراعت کرنی شروع کر دی اس سے جو کچھ حاصل
ہوتا یتیموں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے۔ آپ کو خواجہ خضر علیہ السلام سے
بھی فیض حاصل ہوا۔ طریقت میں بابا مخدوم کشمیری سے بیعت کی اور خرقہ
خلافت بھی حاصل کیا۔ وصال مبارک غرہ ماہ ذی الحجہ ۱۰۰۱ھ میں ہوا۔
مزار شریف محلہ کدل کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت بابا روبی ریشی کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ سلطان العارفین شیخ حمزہ کے مرید تھے عمر شریف ۱۲۰ سال ہوئی
سو برس صائم الدہر رہے سوائے ایک کپڑا پشمینہ کے دوسرا نہ رکھتے تھے
وصال مبارک ۱۰۳۲ھ میں بحالت روزہ ہوا۔ مزار شریف محلہ کدل
کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت مولینا حید کشمیری سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ فیروز مفتی کشمیری کے فرزند ارجمند تھے۔ والد گرامی خواجہ فیروز
کاشمیری خواجہ عبید اللہ احرار کے مرید و خلیفہ تھے ایک دن انہوں نے
خواجہ احرار سے عرض کی کہ میری چار لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں ہے۔ اس وجہ
سے مغموم رہتا ہوں۔ حضرت خواجہ احراری نے دعا کی اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ
تم کو فرزند ارجمند عطا کرے گا جو مادر زاد ولی اللہ ہوگا۔ جب آپ پیدا ہوئے
اور ابھی آپ کی سات برس عمر تھی کہ قرآن مجید حفظ کر لیا۔ بعد ازاں علم حدیث
کے لئے بابا نصیب الدین غازی سہروردی کے پاس گئے۔ پھر علوم باطنی
کے لئے مولانا جوہرنات سے استفادہ کیا ابھی آپ فارغ تعلیم نہیں ہوئے۔

کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ سنت نبویؐ کے بڑے کاربند تھے
والد کی وفات کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور شیخ عبدالحق محدث
دہلوی کی خدمت میں علوم ظاہری، فقہ، حدیث و تفسیر وغیرہ کی تکمیل کی
اور صاحب فتوےٰ ہو کر واپس کشمیر کو روانہ ہوئے انہی ایام میں والیٔ کشمیر
نے تین دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کشمیر کی قضاء کے لئے آپ کو
کہا مگر آپ نے قبول نہ کیا جب تقاضا شدید عمل میں آیا تو آپ کشمیر سے
ہجرت کر کے پکھلی چلے گئے اور جب دوسرا شخص قضاء پر مقرر ہو گیا۔ تو
پھر کشمیر میں واپس آگئے وفات ۱۰۵۷ھ میں ہوئی زیارت شریف
کشمیر میں حاجتگاہ خاص و عام ہے۔

حضرت لالہ ریشی بابا کشمیری قدس سرہ

آپ شیخ نجم الدین ریشی عرف نخی بابا کے خواہرزادہ اور مرید و خلیفہ تھے
آپ کا شمار بزرگان وقت میں ہوتا تھا۔ صائم الدہر و قائم اللیل تھے تقویٰ
کے بہت پابند تھے صاحب تواریخ اعظمی لکھتے ہیں کہ راقم کے والد کو
بچپن سے زبان میں لکنت پن اس قدر تھا کہ اچھی طرح بات بھی نہیں کر سکتے
تھے ان کو شیخ لالہ ریشی بابا کے پاس لے گئے ریشی بابا نے فرمایا کہ برابر
دو ہفتہ اس بچہ کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ دو ہفتے متواتر حاضر خدمت

ہوتے رہے۔ ان دو ہفتوں کے دوران آپ نے ان کے حال پر کوئی توجہ
نہ فرمائی۔ آخری دن اپنی بچی ہوئی روٹی میں سے ایک ٹکڑا میرے والد کو
دیا جب انہوں نے کھایا تو لکنت بالکل دفع ہو گئی۔ آپ کا وصال مبارک
۱۱۰۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف موضع دوکرپورہ کشمیر میں ہے۔

حضرت مفتی صدرالدین کشمیری لقب "صدر الصدور" رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی کا نام شیخ لطیف اللہ کشمیری تھا۔ آپ کی
ولادت ۱۲۰۴ھ میں دہلی میں ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد کشمیر سے دہلی آکر
آباد ہوئے تھے۔ علوم نقلیہ کی تحصیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اور شاہ اسحاق سے کی۔ بیعت فضل حق امام
خیرآبادی سے کی۔ آپ بڑے پایہ کے محدث اور عارف باللہ تھے۔
اس لئے اپنے ہمعصروں میں ممتاز تھے۔ انگریزی حکومت کی طرف سے
دہلی کے صدر الصدور اور مفتی مقرر ہوئے تھے۔ صاحب مروت اور احسان
تھے مدرسہ دارالبقاء دہلی کے طلبہ کو کھانا اور لباس دیتے تھے طلبہ کے گھر
جاکر درس دیتے رہتے جنگ آزادی ۱۹۵۷ء میں فتویٰ جہاد پر دستخط کئے
اس کی وجہ سے گرفتاری، معزولی منصب اور ضبطِ جائیداد تک نوبت
پہنچی چند ماہ بعد رہائی پائی۔ نصف جائیداد واپس ملی۔ زندگی کے آخری

دن عشرت سے گزرے تقریباً تین لاکھ روپے کی مالیت کا کتب خانہ ضبط ہوگیا تھا۔ کوشش کے باوجود نہ ملا مرزا غالب مومن اور نواب مصطفیٰ خاں سے گہرے مراسم تھے خود بھی اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ سرسید احمد خاں نواب یوسف خاں والئی رام پور نواب صدیق خاں قنوجی مولوی قاسم نانوتوی مولوی منیر نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی اور فقیر محمد جہلمی جیسے آپ کے نامور شاگرد تھے۔ آخری عمر میں فالج کی مرض میں مبتلا ہوئے۔ ۸۱ سال کی عمر پائی اور ۱۲۸۵ھ بروز پنجشنبہ ربیع الاوّل میں وفات پائی۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔

◎

حضرت آخوند ملا جمال الدین سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی جمال الدین بڈشاہی کی اولاد سے ہیں اپنے وقت کے فاضل متبحر روزگار واقفِ اسرار تھے۔ بابا فتح اللہ حقانی لاثانی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ عالم باکمال اور مرید صادق ہونے کی بنا پر بابا فتح اللہ حقانی لاثانی کشمیری نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپ سے کردی۔ رات دن درس تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مشغول رہتے تھے۔ نصیر الدین کشمیری نے آپ سے پڑھا اور حدیث کی سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ اکابرِ وقت مثل بابا نصیب الدین ابو الفقر کشمیری و شیخ اسمٰعیل چشتی جیسے علمائے وقت

نے استفادہ کیا۔ آپ اکثر شیخ نورالدین ولی کی تربت شریف پر زیارت کے لئے جایا کرتے۔ ایک دن شیخ نصیر الدین نے کہا کہ حسب ارشاد نبوی کے، فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔ آپ کی فضیلت شیخ نورالدین ولی سے زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نورالدین ولی کشمیری آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے جمال یہ شیخ نورالدین ولی ہے جو کام اس نے کیا ہے وہ کسی نے نہیں کیا۔ آپ گوشت نہیں کھاتے تھے اور بے تکلف کرتہ اور بوریہ کے فرش پر اوقات بسر کرتے تھے۔ آپ کی وفات کشمیر میں ہوئی تاریخ وفات کا کسی نے "تذکرہ نہیں کیا۔ باوجود تحقیق دستیاب نہیں ہوئی

◎

NafseIslam

حضرت خواجہ مہدی نقشبندی المعروف برشتہ کاکا

آپ محمد باقر کے مرید و خلیفہ تھے۔ موضع بنور علاقہ کشمیر میں سکونت پذیر ہوئے طبیعت میں انتہائی رقت اور سوزش اس حد تک تھی کہ کبھی آنسو خشک نہیں ہوتے تھے۔ طویل عمر میں ۱۰۹۳ھ میں وفات پائی مزار کشمیر میں ہے۔

تاریخ وفات مفتی غلام سرور مصنف خزینۃ الاصفیاء نے اس طرح لکھی ہے۔

شیخ مہدی ہادیٔ دورِ زماں
شد چو از دنیا و در جنت رسید
ہست مرشد متقی تاریخ او
ہم بخواں فیاض مہدی سعید

◎

خواجہ معین الدین خاوند بن خواجہ محمود خاوند نقشبندی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے علمائے کبار اور مشائخ نامدار میں سے تھے۔ اتباع شریعت ترویج سنت، ترفیع بدعت اور زہد و ورع اور تقوے میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ تمام علماء و صلحائے وقت آپ کی تحریر و تقریر کو قبول کرتے اور ہر شریعت کے کام میں آپ کے پاس رجوع لاتے۔ بڑے بڑے علمائے کشمیر مثل ملا محمد طاہر مفتی کشمیری خلف مولانا حیدر، ملا ابوالفتح کلو، ملا یوسف چمک، ملا یوسف مدرس، مولانا عبدالغنی اور مولانا مفتی شیخ احمد کشمیری جو کشمیر کے جید علمائے شریعت تھے۔ آپ کے خط فرمان پر سر رکھتے تھے اور احکام روایت و عدالت میں آپ سے فتوے طلب کرتے تھے۔ آپ نے علمائے وقت کی درخواست پر کتاب فتاوی نقشبندیہ اور کنز السعادت علوم شریعت و طریقت میں تصنیف کیں۔ ایک کتاب فارسی بر رسالہ رضوانی اپنے والد بزرگوار کے خوارق و کرامت پر تالیف فرمائی آپ نے علوم دینیہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے حاصل کیا۔ علوم باطنیہ اپنے والد بزرگوار حضرت خاوند محمود عرف حضرت ایشاں سے حاصل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کی وفات ۱۰۸۵ھ میں ہوئی مزار کشمیر میں حاجت گاہ خاص و عام ہے۔

◎

خواجہ شیخ عبدالرحیم قادری کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ میاں میر لاہوری کے مرید تھے۔ ملاشاہ قادری کے ہمراہ کشمیر میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ شب و روز تعلیم و تلقین میں مصروف رہتے اور حتی الامکان اپنے کمال کو لوگوں سے چھپاتے۔ آپ نے حضرت ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی سے جو سہروردیہ سلسلہ کے بزرگ تھے۔ خلافت حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ کو اجازت نقشبندی سلسلہ سے بھی تھی۔ جو خواجہ نظام الدین خاوند ابن معین الدین خاوند سے حاصل ہوئی تھی۔ ہر دو سلسلہ میں مرید فرماتے تھے۔ جو طالب دنیا ان کے پاس جاتا خالی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیاداروں کو امانت ملے گی تو ان کو اولیاءاللہ سے محبت ہوگی اور ایک نہ ایک دن ضرور راہ راست پر آکر اس کو معرفت حاصل ہوگی۔ آپ نے ۲۹ سال عمر پائی آخر بعارضہ فالج کے ۱۱۱۵ھ میں انتقال فرمایا مزار شریف آستانہ خواجہ حیدر الدین معمار میں ہے جو علاقہ کشمیر میں ایک قریہ معمار کے نام سے مشہور ہے

حضرت بابا نجم الدین ریشی عرف سخی بابا رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیر میں ریشی سلسلہ کے بڑے پایہ کے اولیاء عظام میں سے تھے اور خواجہ مسعود نرودری کے مرید و خلیفہ تھے۔ منازل سلوک طے کرنے کے بعد موضع خوشی پورہ میں قیام پذیر ہوئے۔ اس کے بعد اپنے مرشد کے حکم سے کوہ ماران کے زیر دامن موضع شاہ کوٹ میں مکمل سکونت اختیار کی۔ آپ پر ہر وقت وجد و تفرید کی حالت رہتی تھی۔ بادشاہ وقت، امراء اور منصب داروں کو آپ کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ آپ کا وصال مبارک ۱۰۷۲ھ میں ہوا۔ مزار پرانوار کشمیر میں موضع خوشی پورہ میں ہے۔

حضرت بابا عثمان قادری سہروردی کشمیری قدس سرہ

آپ بابا جاجا قادری کے فرزند تھے۔ پہلے اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد خواجہ محمد طیب و خواجہ ابوالفتح کلو کی خدمت میں حاضر ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پھر خواجہ ابوالحسن جو شاہ محمد فاضل لاہوری کے بھائی تھے۔ ان سے سلسلہ شطاریہ کا فیض پایا۔ اس طرح آپ کو کشمیر میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کا وصال مبارک ۱۱۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف سرینگر لنگر بلبل میں ہے۔

شیخ محمد قاسم چشتی سہروردی کشمیری قدس سرہ

آپ کشمیر میں تجارت پیشہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ عین جوانی میں سفر کو نکلے۔ پٹنہ پہنچے حضرت یحییٰ چشتی سے بیعت ہوئے۔ خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد واپس کشمیر آگئے۔ طلب خدا اور پیاس معرفت ابھی باقی تھی۔ چنانچہ تاج الفقر بابا نصیب الدین غازی سہروردی کی خدمت میں حاضر ہو کر دریائے عشق سے سیراب ہوئے اور سلسلہ سہروردیہ کا فیض حاصل کیا۔ محلہ خانیار کے گاؤں میں سکونت پذیر ہوئے۔ بے شمار مخلوق نے آپ سے فیض پایا ہے۔ وصال مبارک ۱۱۱۸ھ میں ہوا۔

شیخ عبدالرحیم کبروی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کشمیری ہندوؤں میں سے تھے۔ اور حضرت نجم الدین ریشی بابا
کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے کچھ عرصہ ان کے زیر تربیت رہے
اور منازل سلوک طے کر کے خرقۂ خلافت اور سند حاصل کی۔ آپ
نے تمام عمر یادِ خدا میں گذاری۔ کوئی ساعت ایسی نہ ہوگی کہ آپ یادِ خدا
سے غافل ہوئے ہوں۔ جب نجم الدین ریشی بابا کا انتقال ہوا تو آپ
شمس الدین کبروی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی فیض حاصل
کیا۔ وصال مبارک شوال کے مہینہ میں ۱۱۳۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف
کشمیر میں ہے۔

مرزا حیات بیگ کبروی کشمیری قدس سرہٗ

آپ میر محمد کبروی کشمیری کے خلفاء میں سے تھے۔ شیخ آدم بنوری
نقشبندی سے بھی فیض حاصل کیا۔ وادی کشمیر میں شریعت اور
علم تصوف کا علم بلند کیا۔ خلقِ خدا کی رہنمائی کی۔ آپ کی محفلیں
عشق کے ذوق و شوق سے معمور ہوتی تھیں۔ جو شخص آتا مدہوش
ہو کر جاتا اور اٹھنے کا نام نہ لیتا تھا۔ آپ کا وصال مبارک ماہ ذوالحجہ
۱۱۳۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف اپنے زرخرید باغ جبین آباد ہے۔

حضرت سید جلال الدین عطائیؒ رحمتہ اللہ علیہ

آپ عالی درجات سادات خاندان میں سے تھے۔ جذبات و کرامات
کے مظہر تھے۔ سید امیر کبیر علی ہمدانی کے ساتھ کشمیر آئے اور ان کے وصال
کے بعد یہیں شادی کر کے مستقل سکونت اختیار کرلی۔ آپ کے ساتھ
سادات کے اور بھی افراد تھے بارہ مولا کے نواح میں کھہامہ علاقہ پر
گنہ کہار و موضع چھتہر پورہ میں مدفون ہیں۔ اس مقام پر اور بھی
بہت سے سادات آرام فرما ہیں۔ اکثر ارباب باطن نے یہاں

سے فتوحات حاصل کی ہیں ۔

حضرت سید کمال کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ قدوہ اصحاب حال اور بڑے اونچے مرتبے کے بزرگ تھے ۔ شاہ ہمدان کے معیت میں کشمیر آئے ۔ آپ بڑے صاحب کرامات اور قوی الحال تھے ۔ شاہ ہمدان کے فرمان پر بادشاہ وقت سلطان قطب الدین کو شریعت کے احکام سکھانے کے لئے مامور ہوئے اور بحکم شاہ ہمدان ہی کشمیر میں سکونت اختیار کی ۔ بعد وفات محلہ قطب الدین پورہ میں مدفون ہوئے ۔

سید جمال الدین محدث کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ شاہ ہمدان کے تھے اور ان کے فرمان پر ہی کشمیر میں سکونت اختیار فرمائی ۔ آپ کو سلطان قطب الدین نے التجا کر کے اداب دین سکھانے پر مامور کیا تھا ۔ اپنے زمانے کے ولی اللہ ہونے کے علاوہ علامہ و محدث تھے ۔ دریائے جہلم کے کنارے محلہ آریوت میں دفن ہیں آپ کی وفات سنہ ۸۱۲ھ میں ہوئی ۔

حضرت سید جلال الدین شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ سید جمال الدین محدث کی اولاد سے ہیں ۔ اور تربیت یافتہ سید علی ہمدانی کے تھے ۔ بلند پایہ بزرگ وقت اور درویش عالی مقام تھے آپ کا مزار مبارک اپنے والد گرامی کے مزار کے نزدیک موضع سمپور میں ہے جو دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے ۔ وفات سنہ ۱۲۱۷ھ میں ہوئی ۔

خواجہ مسعود پان پوری کشمیری قدس سرہ

آپ کشمیر میں پہلے تجارت کرتے تھے۔ قدرت نے دل کو دنیا سے ایسی نفرت دلائی کہ سب مال اسباب راہ خدا میں خرچ کر دیا اور دنیا سے ترکِ تعلق کر کے جنگل میں بود و باش اختیار کر لی۔ تین ماہ جنگل میں بے خورد طعام و آب کے گذارے ایک دن خواجہ خضر علیہ السلام کی رہنمائی سے شیخ العلماء بابا داؤد خاکی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے اور کمالات حاصل کرنے کے بعد آپ نے بابا ہردی ریشی سے بھی فیض حاصل کیا۔ رزق حلال زعفران کی کھیتی سے حاصل کرتے تھے۔ جو کچھ اس سے حاصل ہوتا۔ فقیروں میں صرف کر دیتے۔ آپ کشف و کرامات میں اپنے زمانے کے مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ وصال ۱۰۲۱ھ میں ہوا مزار شریف پان پورہ میں ہے۔

◎

حضرت شیخ محمد شریف کبروی المشہور بشوک بابا قدس سرہ

آپ کشمیر کے دنیادار افراد میں سے تھے ارادت غیبی سے ایک حالت استغراق طاری ہوئی۔ دنیا سے لاتعلق ہو کر بیاباں میں چلے گئے لوگ پہلے آپ کو دیوانہ کہتے تھے۔ پھر انہیں خواجہ مسعود نروری کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔ جناب مسعود نروی وہی بزرگ ہیں جن کی اولاد مولانا انور شاہ کشمیری اور پیر عبدالغفار شاہ ہیں اور کشمیر کے مشہور بزرگ بابا مجنون نروری مرشد مفتی محمد قاسم بہائی کے تھے۔ ان کے اسلاف میں سے گزرے ہیں۔

بہر حال خواجہ مسعود نروری اسرا ہم نے بشوک بابا کو اپنے حجرہ خاص میں طلب کیا۔ نظرِ عنائت فرما کر عبادتِ الٰہی میں مشغول کیا۔ اور اپنے مریدوں میں داخل کر لیا۔ مرشد نے اپنے باقی مریدوں کی تربیت بھی آپ کے ہی سپرد کی۔ مرشد کی وفات کے بعد آپ نے ان کی مسندِ ارشاد سنبھالی اور خلقِ خدا کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ بشوک بابا کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ آپ اکثر مرشد کی یاد و جدائی میں اشعار کشمیری پڑھا کرتے تھے اور وجد میں آکر رقص کرنا شروع کر دیتے۔ آپ کے ایک ہمنوا نے آپ سے دریافت کیا کہ ہمارے سلسلہ کبروی میں یہ حالت وجد نہیں ہے آپ نے جواب میں فرمایا۔ بشوقِ مرشد روا ہے۔ اس طرح بشوک سے بشوک بابا مشہور ہوئے۔ تواریخ بہاؤالدین متو نے ۲۱ یا ۲۰ محرم الحرام

۱۰۳۶
سنہ ھ لکھی ہے۔ مزار شریف سرینگر محلہ نرور مرشد کے قریب واقع ہے۔

◎

شیخ داؤد المشہور قلبد مالو کشمیری قدس سرہ

آپ ابتدائی زندگی میں نمک فروش کرتے تھے۔ کبھی کبھی خواجہ یوسف کانجو کشمیری بزرگ وقت کی مجلس میں بھی جایا کرتے۔ جن کی نگاہ فیض نے آپ کو شیخ بابا علی بخاری جو بابا ہروی ریشی کے خلفاء میں سے تھے۔ کی خدمت میں پہنچایا۔ ان کے مرید ہوئے اور فیض کامل پایا اگرچہ آپ ان پڑھ تھے لیکن مرشد کی نظر عنائت سے ظاہری و باطنی علوم کے دروازے کھل گئے۔ قرآن و حدیث کو شریعت و طریقت کے معانی سے بیان کرتے آپ بڑے باکرامات بزرگ تھے۔ رزق حلال کمانے کے لئے کاشتکاری کرتے۔ آپ کی تاریخ وفات آپ کے ایک مرید صادق محسن خوشنویس نے بطور کشف سنہ ھ لکھی ہے۔

◎

حضرت علامہ مولینا سید سعید اندرابی کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

علامہ اندرابی خطہ کشمیر کے بلند پایہ ولی اللہ اور محدث تھے آپ کے والد گرامی کا نام حضرت میر سید جمال الدین اندرابی تھا۔ ظاہری علوم و باطنی اپنے والد ماجد اور حضرت شیخ اکبر بادی تازہ بلی کشمیری سے حاصل کئے۔ ۱۲۲۷ھ سے لیکر ۱۲۳۴ھ تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور وہاں کئی سال اقامت پذیر رہے اس عرصہ میں آپ نے مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی سے دورہ حدیث کیا۔ منطق اور فلسفہ مولینا مفتی صدر الدین الصدر کشمیری سے اور علم ہیئت و ہندسہ مولانا ملوک علی صاحب نانوتوی سے پڑھیں۔ آداب سلوک حضرت مولانا محمد شریف نقشبندی سے حاصل کئے تکمیل کے بعد کشمیر میں جاکر مسند درس و تدریس میں مصروف ہوئے اور مخلوق خدا کو اپنے فیض برکات سے مستفیض فرماتے رہے اندرابی کی وجہ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے اباو اجداد پہلے پہل عرب سے نکل کر اندراب میں داخل ہوئے وہاں سے کچھ عرصہ بعد، کوہ ہندوکش کے قریب اقامت اختیار کی۔ اندراب بلخ میں ہے۔ اس لئے اندربیہ کہلایا کشمیر میں آکر بھی اندرابی کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کے خاندان کے پہلے فرد سید محمد احمد اندرابی امیر کبیر شاہ ہمدانی کے ہمراہ آئے۔ آپ کو امیر کبیر کا ہمشیرہ زادہ بھی بیان کیا

جاتا ہے۔ آپ کا وصال مبارک ۱۲۸۲ھ میں ہوا۔ مزار علاقہ لولاب کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت سید میر کمال الدین اندرابی قدس سرہ

آپ حاجی عتیق اللہ اندرابی کے فرزند ارجمند سوم ہیں حاجی عتیق اللہ شہید کی شہادت کے وقت آپ کی بارہ سال عمر تھی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اس کے بعد ملا عبدالستار کشمیری سے معنوی فیض حاصل کیا۔ شیخ عبدالوہاب نوری نوراللہ سے خرقۂ خلافت سلسلہ قادریہ کبرویہ وچشتیہ حاصل کیا۔ آپ صاحب وجد وحال وقال اور بلند پایہ ولی اللہ تھے۔ وصال مبارک ۵ ذیقعد ۱۲۴۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف کانٹھ پورہ خطۂ کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت سید محمد ابراہیم اندرابی قدس سرہ

آپ حاجی عتیق اللہ اندرابی کے فرزند دوم تھے کلام اللہ کے عاشق و حافظ تھے۔ رات دن درود وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ سرینگر کے محلہ ملارٹہ میں قیام فرماتے تھے۔ مگر باپ کی شہادت کے بعد آپ کے پدر رضاعی آپ کو لولاب میں لے گئے وہاں آپ کو بابا داؤد نروری نے جو بابا مسعود نروری کے ارادت مند تھے۔ خانہ داماد بنالیا۔ اور کانٹھ پورہ علاقہ لولاب میں لے گئے۔ مظفرآباد کشمیر کے صوفی بزرگ میاں گل محمد کنگال کے مرید اور خلیفہ تھے۔ وصال مبارک ۳ ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ کو ہوا۔ مزار شریف لولاب کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت بابا میر ثناء اللہ زونمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ بابا فاضل محمد زونمیری کی اولاد سے تھے اور اپنے جدِ امجد بابا مسعود نروری کے خلیفہ اور مرید تھے۔ خواجہ مسعود نروری کی وفات کے بعد شیخ محمد اشرف فتح کدلی کی طرف رجوع کیا ان کی تعلیم و تربیت نے مرد کامل اور شیخ اکمل بنا دیا۔ آپ شیخ ہونے کے علاوہ شاعر بھی تھا۔ کشمیری زبان میں بہت رباعیات لکھی ہیں۔ جو آج تک کشمیر میں مشہور اور معروف ہیں۔ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک منقبت لکھی ہے۔ جو آج بھی صبح کی نماز کے بعد کشمیری افراد بطور التجا حضور پڑھتے ہیں۔ اس منقبت کا پہلا مصرعہ اور آخری مصرعہ یہ ہے۔

کشمیری

ہاواو وانکنا کشمیری تتوی یہتہ ڈاف تروات مصطفےٰ

احوال میانی تس ونک سوی موکرم دادن دوا

مسکین ثناء اللہ گدا برتل بہنھتہ لا یانی صدا

کنیراہ وتس راہ للہ چھوک دون جہان بادشاہ

اردو ترجمہ

اے صبا جلدی جا جہاں حضور آرام فرما ہیں

پہلے میرے تمام حال درد کا ان کے آگے گذار و ہی ہماری دوا

مسکین بندہ ہے ثناء اللہ ایک گداگر بن کر در پہ آکر صدا کرتا ہے

کوئی خیر دے اس کو خدا راہ آپ دو جہاں کے بادشاہ ہیں

ثناء اللہ بابا نے غوث پاک کی خدمت میں بھی منقبت لکھی ہے۔ اس عاشقِ رسول بلال ثانی نے ۱۸ ذوالحجہ ۱۲۳۵ھ میں بعہد انگریز زرخرید غلام مہاراجہ رنجیت سنگھ میں انتقال فرمایا اور اپنے آبائی محلہ زونمیر میں آپ کا مزار شریف واقع ہے

◎

حضرت محمد اکبر ہادی اندرابی قدس سرہ کشمیری

آپ شیخ محمود اندرابی کے فرزند علامہ مفتی شیخ رحمت اللہ اندرابی کے پوتے اور میر عبدالسلام شاہ اندرابی کے نواسے تھے۔ ۱۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے شیخ اکبر ہادی سے آپ کی ولادت کی تاریخ نکلتی ہے۔ پہلے علم معقول و منقول اپنے دادا الشیخ رحمت اللہ اندرابی سے حاصل کیا۔ شیخ محمد اشرف فتح کدلی سے بھی فیض حاصل کیا۔ شیخ ان کے کمالات سے یہاں تک خوش ہوئے کہ درجہ محبوبیت ان کو عطا کیا۔ آپ کا وصال مبارک ۱۷ ربیع الاول ۱۲۴۴ھ کو ہوا۔ مزار شریف بولاب کشمیر میں ہے۔

◎

حضرت ملا بہاؤالدین متو کشمیری قدس سرہ

آپ شاہ عنایت اللہ شال کے مرید تھے تمام عمر تجرید اور صلاحیت و تقویٰ میں گذاری۔ شعر نہایت اچھے کہتے تھے "بزرگ نامہ"، ریشی نامہ ملا نامہ، پیر نامہ، کشمیری زبان میں آپ کی تصانیف ہیں، قلمی ہیں اور بعض طبع ہو کر منظرِ عام پر آئی ہیں۔ وصال مبارک ۱۲۴۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف محلہ پٹوان مسجد میں ہے۔

◎

حضرت شیخ محمد نعیم تارہ بلی کشمیری قدس سرہ

آپ شیخ محمد مقیم عارف کے بیٹے تھے۔ علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل کے بعد سید خواجہ عبدالرحیم شیخ کمال کے عقیدت مندوں میں داخل ہوئے اور طریقت و معرفت کے آداب حاصل کئے خواجہ کے انتقال کے بعد اپنے چچا شیخ اکبر ہادی سے منازل سلوک طے کیں۔ اور درجہ اولیاء حاصل کیا اپنے مرشد کمال کے بیٹے خواجہ نیاز نقشبندی سے مراسم دوستانہ تادم زیست قائم رہے بلکہ سفر ترکستان میں بھی ان کے ساتھ گئے۔ اپنے چچا اور خسر شیخ اکبر ہادی کے انتقال کے بعد ان

کے جانشین قرار پائے۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ میں جام اجل نوش کیا۔ مزار شریف حضرت خواجہ گنج بخش میں ہے۔

◎

حضرت صدیق ہانجی کشمیری قدس سرہ

آپ کشمیر کے ہانجیوں کے فرقہ کے افراد تھے جو فرقہ کشمیر میں اپنے بدکردار کی وجہ سے بہت بدنام ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تمام کشمیری قوم کو اس فرقہ نے بدنام کرایا۔ علم، درویشی اور فقیری کسی کی میراث نہیں جس کو چاہے اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا کردے خواہ وہ ڈوم ہو ہانجی، میر یا شیخ، وہی صاحب علم اور درویش کہلاتا ہے۔ صدیق خاں کو شاہ فرخ الدین المشہور شاہ قلندر بابا نے درویشی کی اس دولت سے نوازا کہ خاندان مشائخ سادات سے بھی بڑھ گیا۔ آپ نے تمام عمر درویشی اور خدمتِ دین میں گزاری۔ اپنے مرشد کی اجازت سے آپ نے مریدی کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور بہت سے لوگ آپ کے فیض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔ تاریخ وصال نہیں مل سکی مزار شریف آپ کا کشمیر میں علاقہ راہبہ پورہ میں واقع ہے۔

◎

آخوند خواجہ عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ عبد اللہ ابن خواجہ محمد فاضل ٹوپی گرودری ملا محمد محسن اور امان اللہ شیخ الاسلام کشمیر جیسے نامور علماء کے شاگرد تھے۔ مفتی حیدر خاں عرف قاضی شاہ کے مرید و خلیفہ تھے پشاور، لاہور کی سیر کی اور اولیاء اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اس کے بعد کشمیر جا کر مفتی کے عہدے پر مقرر ہوئے بعد میں یہ عہدہ بھی چھوڑ دیا اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے آپ کے مریدوں اور خلفاء کی تعداد تو بہت ہے۔ چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۱۔ بابا عثمان ۲۔ بابا عبد اللہ ۳۔ ملا عبد المومن ۴۔ میر محی الدین قادری ۵۔ قاضی محمد حسین ۶۔ ملا نور الدین۔ آپ کا وصال مبارک ۱۵ شوال ۱۱۷۱ھ میں ہوا، مزار کشمیر میں واقع ہے۔

◎

حضرت شیخ میر محمد منور جطی کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ شاہ فرخ المشہور بہ فاروق منور قلندر کے مشہور خلفاء میں سے تھے۔ بغیر آیات کلام اللہ و احادیث یا اقوال سلف صالح کے دوسرا کلام زبان پر بہت کم لاتے تھے بزرگی اور پرہیزگاری میں بہت مشہور تھے ۱۸ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار کشمیر بمنہ ہے۔

◎

حضرت بابا شیخ روپی ریشی قدس سرہ

آپ بڑے چوٹی کے ریشی فرقہ کے بزرگ تھے۔ ریشی طریقہ کو بہت پسند کرتے انتہائی اختیار کر کے ایک غار میں مدت تک بغیر آب و دانہ کے رہتے پھر واپس آ کر بجیارہ کی غار میں چالیس دن گزارتے اور بغیر ایک گھونٹ پانی کے پی کر افطار کرتے۔ نئے کپڑے کبھی نہیں پہنے شروع میں ہر تیسرے دن روزہ افطار کرتے تھے۔ ریاضت و عبادت و پرہیزگاری میں لاثانی تھے ۹۹۷ھ میں وفات پائی اور علہ کامل قریہ کشمیر میں دفن ہوئے۔

◎

حضرت بابا املہ ریشی قدس سرہٗ

آپ خطۂ کشمیر کے مرہامہ قریہ کے ایک کمہار کے فرزند تھے۔ گاؤں کے بچوں کے ساتھ میدان میں کھیلنے گئے وہاں ایک غار میں بیٹھے تھے کہ ناگہاں غار کے منہ کے آگے مٹی کا تودا گر گیا اور غار بند ہوگئی۔ آپ کے ساتھ آنے والے بچوں نے مارے ڈر کے ان کے گھر یہ واقعہ بیان نہ کیا۔ آپ وہیں اس غار میں یادِ الٰہی میں مصروف ہو کر مست ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس غار سے بابا ہردی ریشی کا گزر ہوا اور آپ کو الہامی طور پہ بابا املہ ریشی کی گوشہ نشینی کا علم ہوا۔ چنانچہ آپ نے انہیں غار سے نکال کر سینے سے لگالیا اور معرفت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ آپ کے وصال مبارک کی تاریخ اور سنہ معلوم نہ ہو سکا مزار آپ کا بچھارہ علاقہ کشمیر میں ہے۔

حضرت بابا سہسہ ریشی قدس سرہٗ

آپ بڑے زاہد پرہیزگار مشن بزرگ اور ولی اللہ تھے کھیتی باڑی کر کے روزی حلال کماتے۔ خود بھی صرف کرتے اور غربا مسکین کو بھی دیتے ایک دن بابا داؤد مشکوتی کھیتی پر گئے اور سہسہ ریشی بابا نے کہا آؤ بابا میرے ساتھ نلائی کرو (نلائی مکئی کی گوڈی کرنے کے بعد جب ایک مہینہ بیل باندھ کر چلایا جاتا ہے تو اس کو نلائی کہتے ہیں) بابا مشکوتی نے کہا کہ میں ریشی ہوں۔ ریشی کسی جاندار چیز کا خون کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ بابا سہسہ ریشی نے کہا کہ میں بھی ریشی ہوں۔ بابا مشکوتی نے کہا کہ یہ سبز گھاس بھی جاندار ہے تمہارے ہاتھ سے مر جاتی ہے خدا کو کیا جواب دو گے۔ بابا نے یہ بات سنی تھی کہ بیہوش ہو گئے۔ اس غم میں بیمار ہو کر ۱۰۴۷ھ میں وصال مبارک ہوا۔ مزار وارا سید پورہ قریہ کشمیر میں واقع ہے

بابا سنگی ریشی قدس سرہ

آپ بابا دریا الدین ریشی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بابا صاحب تمام عمر غار نشین رہے۔ روزی حلال زعفران کاشت کر کے کماتے اور اسی طرح اپنی بسر اوقات کرتے۔ بڑے بلند پایہ کے بزرگ اور ولی اللہ تھے دائمی روزہ دار اور شب بیدار تھے۔ آپ کا مزار شریف پان پورہ میں ہے۔

حضرت بابا روپی ریشی رحمتہ اللہ علیہ

آپ پرگنہ اڈلر کے لورہ گام گاؤں کے باشندے تھے بڑے صاحب حال وقال تھے آبادی سے دور گوشہ نشینی اختیار کی۔ کوچہ مولہ گاؤں میں ایک پانی کا چشمہ ہے اس پر اپنے ہاتھ سے ایک مسجد تعمیر کرائی اور ۵۰ برس اس مسجد میں تنہائی میں گزارے۔ کبھی کبھی جنگل میں بھی چلے جاتے اور پھر واپس آکر گوشہ نشینی اختیار کر لیتے۔ ہمیشہ روزہ رکھنا آپ کا دائمی عمل تھا۔ کبھی مہینہ دو مہینہ کھانا نہ کھاتے اور کبھی کبھی نو سیر کھانا ایک ہی دن میں کھا جاتے۔ شیخ نور الدین ولی سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ جب عشق کی آگ بھڑکتی تو ان کا شعر گاتے

پھرتے۔ آپ کا مزار کشمیر میں اسی میں ہی واقع ہے۔

حضرت بابا مہدی ریشی نقشبندی قدس سرہ

آپ میر محمد باقر نقشبندی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ پرہیزگار اور ریاضت کش بزرگ اور ولی کامل تھے۔ منازل سلوک طے کر کے مرشد کے ارشاد سے کاکاپورہ کی مسجد میں چالیس برس گزارے ہمیشہ روزہ سے رہتے۔ گوشت کبھی نہیں کھاتے تھے۔ آپ کا وصال مبارک سنہ ۱۰۹۹ھ میں ہوا مزار شریف کاکاپورہ قریہ کشمیر میں ہے۔

حضرت بابا بام الدین ریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصلی نام بوماساد ہو تھا۔ آپ پہلے برہمن قوم کے فرد تھے اور اپنی رسوم کے مطابق جانکاہ پتپیا کرتے تھے۔ کشمیر میں جو سب سے بڑا مندر ہے جس کے ساتھ تین سو ساٹھ بت تھے صبح سویرے طے مکان کر کے پانچ تیرتھ سے اشنان کر کے سورج نکلنے سے پہلے اپنی کٹیا میں واپس پہنچتے۔ ان تمام تیرتھوں کی مسافت کئی سو میل بنتی تھی۔ جب شیخ نورالدین ولی آپ سے واقف ہوئے تو انہوں نے آپ کو راہ اسلام پر لانے کی کوشش کی جو بار آور ثابت ہوئی۔ ہندو طاقت کو سلب کر کے دل کو نور محمدی سے پُر نور کیا اور اسلامی نام بابا بام الدین رکھا۔ جب آپ دین اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے تو مرشد سے عرض کی کہ آج سے کس چیز سے روزہ افطار کروں گا۔ شیخ نورالدین ولی نے ایک سفید پتھر کی طرف اشارہ کیا جو آج تک کشمیر میں موجود ہے ارشاد کیا کہ تھوڑا سا گھسا کر افطار کرو۔ بابا بام الدین اس کے بعد ۱۲ سال زندہ رہے اور اس پتھر کو تھوڑا سا پیس کر پانی کے ساتھ پی لیتے تھے۔ چراغ میں تیل یا گھی کے بدلے پانی ڈال کر جلایا کرتے تھے یہ آپ کی کرامات کا کرشمہ تھا۔ آپ کی اظہار کرامات سے ایک چشمہ بھی نکلا۔ اپنا عصا مبارک پتھر پہ مار کر پانی نکال کر وضو کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ بالکل میل جول نہیں رکھتے تھے بومہ زدہ قریہ کشمیر میں آپ کا مزار مبارک ہے

حضرت بابا دریا الدین ریشی قدس سرہ

آپ بابا زین الدین ریشی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بڑے ولی اکمل اور صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ کو خطہ کشمیر میں بڑی احترام کی نظر سے علماء وقت دیکھتے تھے آپ کشمیر کے مشہور و معروف بزرگوں کی مجلس میں رہے بالخصوص بابا شکور الدین ریشی بابا پیام الدین ریشی بابا حنیف الدین و شیخ شمس الدین ریشی کے دوش بدوش چلتے رہے۔ اپنے مرشد زین الدین بابا کی خدمتگزاری اور دلنوازی میں حد سے بڑھ کر کوشاں رہے۔ اکثر مست الست رہتے اور تمام عمر غار میں گوشہ نشین رہے دنیاوی اور نفسیاتی خواہشات کو لات مار کر وحدت الوجود میں رہتے۔ بڑے با کرامات بزرگ تھے۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ کے خدام کا سامان چوروں نے لوٹ لیا اور جب وہاں سے چل پڑے تو آپ کی خدمت میں خدام نے عرض کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام لٹیروں کی روشنی سلب کر لی۔ وہ اندھے ہو گئے۔ اور واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سامان واپس کر دیا۔ چنانچہ آپ نے پھر دعا کی تو ان کی آنکھوں کی روشنی واپس آگئی اور تائب ہو کر آپ کے ارادت مندوں میں داخل ہو کر چوری سے تائب ہوئے۔ آپ نے اپنی وفات سے پہلے اطلاع دے دی تھی کہ میں چالیس دن ریاضت میں مصروف ہو کر عبادت الٰہی کرنا

چاہتا ہوں کسی آدمی کو اجازت نہیں کہ میری عبادت میں خلل ڈالے۔ جب چالیس دن پورے ہو جائیں پھر اجازت ہے کہ آپ لوگ اندر آئیں اگر زندہ رہا تو ملاقات ہو گی اگر نہیں تو بہت سا کھانا پکوا کر راہ خدا میں دے دینا اور فاتحہ پڑھنا۔ لہذا ایسے ہی ہوا جب چلہ پورہ ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ وہاں نہیں تھے۔ بطور الہام آپ نے کسی مرید صادق کو کہا کہ یہاں ہی میری تربت بنائی جائی۔ آپ کا مزار شریف جو کشمیر میں پنل پچک کا خہر بل میں واقع ہے۔

حضرت بابا شکور الدین قدس سرہ

آپ بابا بام الدین ریشی کے مرید و خلیفہ تھے اور بابا رجب الدین ریشی کے بھائی تھے۔ بڑے صاحب جلال و کمال بزرگ تھے۔ آپ کا اصلی نام شکور میر تھا۔ ہمیشہ باغات میں پھرا کرتے۔ سلطان زین العابدالدین کے عہد میں پیدا ہوئے اور سلطان محمد شاہ کے آخری عہد میں فوت ہوئے مزار جھجیل دیہ میں ہے۔

حضرت بابا مجنون نروری سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

آپ بابا مسعود نروری قدس سرہ کی اولاد سے ہیں یعنی بابا مسعود نروری کے پوتے تھے آپ نے علوم ظاہریہ و باطنیہ ابوالقاسم بہائی خلف، مولانا جمال الدین سے حاصل کی اور بعد تکمیل علوم ظاہریہ منازل سلوک طے کر کے خدمت خلق میں مصروف ہوئے۔ آپ کو کشمیر میں بڑے اونچے درجہ کا مقام حاصل تھا۔ آپ کو کشمیر میں دین ستون کہتے ہیں۔ آپ کی اولاد میں بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ جن میں پیر عبدالغفار شاہ کشمیر ثم لاہوری مولانا انور شاہ کشمیری سمیت بابا کشمیری کسی تعارف کے محتاج نہیں ان کے علاوہ عارف باللہ جناب سبحان پیر کشمیری و خلیل پیر امام الوصلین رہبر دین جیسے ہستی بھی آپ کے ہی اسلاف سے ہیں۔ بندہ ناچیز راقم کے نانا بھی مسعود نروری کے اولاد سے ہیں یعنی پیر طریقت خلیل پیر امام الوصلین ہی بندہ ناچیز کے نانا ہیں بابا مجنون نروری کی تاریخ وصال "تاریخ اعظمی" نے "ستون دین اعتماد" سے لکھی ہے سنہ ۱۰۴۳ھ۔ مزار شریف آپ کا سرینگر مسجد عیدگاہ کے قریب محلہ نروره کے قریب ہے۔

حضرت بابا سعید الدین عرف شادی بابا کشمیری قدس سرہ

آپ بقا شاہ بابا کے مرید و خلیفہ تھے بڑے کامل بزرگ اور صوفی تھے۔ عربی فارسی زبانوں میں صاحب کمالات تھے بہت سی کتابیں تصانیف فرمائی۔ مثلاً منظوم تاریخ کشمیر و مغازی النبی صلی اللہ علیہ وسلم گل و بلبل در تصوف اور تفسیر قرآن مجید بھی لکھی بے شمار نعتیں اور غزلیں فارسی میں لکھی ہیں وصال مبارک کا سن غالباً ۱۱۰۰ھ ہجری ہے مزار مبارک موضع ہندڑہ پرگنہ شاہ آباد کشمیر میں ہے۔

حضرت بابا بقا شاہ بابا کشمیری قدس سرہ

آپ حضرت سادات کولاب اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی اولاد سے تھے حضرت شیخ عبدالوہاب متقی لاہوری کے مرید و خلیفہ اور بڑے صاحب حال و قال صوفی بزرگ تھے عبادت و ریاضت اور شب بیداری میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ نے محمد امین ڈار سہروردی سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وصال مبارک ۱۱۳۶ھ میں ہوا مزار شریف محلہ بوزہ گرماں سرینگر کشمیر میں ہے۔

حضرت صالح خان عرف خانما لو رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے پایہ کے ولی اکمل تھے۔ بابا نصیب الدین غازی بخاری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بارہ برس تک مجذوبیت کی کیفیت طاری رہی اس کے بعد سلوک میں گامزن ہوئے اور عبادت و ریاضات اور اتباع شریعت میں کامل ہوئے۔ خلق خدا نے آپ سے فیض کثیر پایا۔ آپ کی وفات ۱۰۶۹ھ میں ہوئی مزار شریف خانما لو پورہ کشمیر میں ہے جو آپ کا اپنا گاؤں ہے اور آپ کے نام سے موسوم ہے (تاریخ کبیر صفحہ ۳۳۱)

حضرت سید علی بخاری کبروی قدس سرہ

آپ سید سیف دین خاں صاحب کے فرزند ارجمند تھے، سید سیف الدین بخاری فرقہ جعفریہ چک بادشاہوں کے امراء میں سے تھے۔ موضع جہودارہ بیروہ کے قریب مذہبی تعلیم و تدریس میں مصروف تھے اپنے عقیدے میں بہت ہی پختہ تصور کئے جاتے تھے حدیث اور قرآن کے بہت ہی معتقد اور عامل بزرگ تھے پیری مریدی جو اس زمانے میں کشمیری بزرگوں کا شیوہ تھا اس کے خلاف تھے۔

کشمیر کے بزرگ جناب ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی بخاری کا
آپ کے دولت خانہ کے قریب ہی ایک پل سے گزر ہوا۔ جب۔ سید
سید سیف الدین بخاری کو علم ہوا تو اس نے اپنے نوکروں سے پل دھلوایا
جب ابوالفقر بابا نصیب الدین نے اپنے مریدوں سے یہ بات سنی تو
آپ نے صرف اتنا فرمایا اچھا تو میں اس کے دل کی کدورت صاف کردوں
گا۔ اسی وقت آپ کے بیٹے سید علی بخاری کو بلایا اور اپنی نظر کرم سے
دنیا کی آلودگی سے پاک کردیا۔ سید سیف الدین خاں نے بہت کوشش
کی کہ ان کے فرزند گوشہ نشینی سے باز آئیں لیکن ایسا نہ ہوا۔ حضرت سید
علی بخاری سہروردی چیوواڑہ بیروہ کے قریب ایک غار میں بارہ سال
تک خلوت نشین رہے۔ عبادت و ریاضت اور یادِ خدا میں حد درجہ
مشغول رہنے کی برکت سے قرب الٰہی حاصل ہوا۔ آپ کا مقبرہ چیوواڑہ
بیروہ میں مشہور و معروف ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۷۲ھ میں ہوئی۔

آپ کی اولاد آج کل لاہور میں ہے اور دینی خدمات انجام دے
رہی ہے سید ڈاکٹر یوسف بخاری صاحب ہیں آپ نے کشمیر میں تصوف
اور ریشی بزرگوں کے حالات پر مفصل کتاب لکھی ہے

خواجہ نورالدین الیشہ بری کشمیری رح

یہ خواجہ نورالدین الیشہ بری وہی ہیں جنہوں نے موئے پاک آنحضور
سرورِ کونین کو کشمیر میں حضرت بل کا نام دیا مگر افسوس کہ آج تک یہ بات
پردے میں رہی کسی تذکرہ نویس یا صاحب تاریخ نے اس عاشق رسول
کا تذکرہ نہیں کیا۔ بانی حضرت بل جناب نورالدین الیشہ بری تجارت پیشہ
تھے اور بہت بڑے رئیس کشمیر بھی تھے۔ اور عاشق رسول بھی موئے
مبارک کی تاریخ اس طرح ہے کہ گیارھویں صدی ہجری میں مدینہ منورہ میں
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی خدمت و تولیت سید
عبداللہ کے سپرد تھی کسی شخص نے دشمنی کی بنا پر شاہ روم سے شکایت
کی وہ بدگمان ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ وہ فی الفور حجاز مقدس سے نکل
جائے اس کے پاس جو مال و دولت و اسباب تھا۔ وہ بحق سرکار ضبط کر
لیا گیا البتہ تین تبرکات اس کے پاس رہے ان میں سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے گیسو کا بال مبارک تھا۔ دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا عمامہ مبارک تھا۔ اور تیسرا شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھوڑے
کی زین مبارک تھی۔ شاہ حجاز مقدس سے سید تھے ہندوارد ہوئے اس
وقت ہندوستان کا بادشاہ شاہجہاں تھا۔ شاہجہاں نے شاہ صاحب
کی بڑی قدر و منزلت کی اور شاہ صاحب کو ہندوستان میں بیجاپور

کے گرد و نواح میں تھوڑی سی جاگیر معاش کے لئے دے دی کچھ عرصہ کے بعد آپ نے وفات پائی آپ کے بیٹوں نے دارالشکوہ کے ہاں رسوخ حاصل کیا اور بڑھتے بڑھتے شہزادے کے خاص مصاحبوں میں شمار ہونے لگے جب عالمگیر بادشاہ نے دارالشکوہ کے متولین کی جاگیریں بھی ضبط کر لیں۔ ان میں سید عبداللہ کے بیٹے بھی شمار تھے ان کی جائیداد بھی ضبط ہوئی وہاں وہ ایک مدت تنگ رہے اور بڑی عسرت و تنگی معاش سے بسر کرتے تھے۔ وہاں حضرت نورالدین ایشہ بری نے یہ موئے مبارک اور جو غلام حبشی شروع سے تھا۔ وہ اور باقی تین تبرک آپ کو دیئے جب خواجہ صاحب نے کشمیر جانے کا ارادہ کیا تو پرچہ نویسوں نے بادشاہ کو اس سارے واقعہ کی اطلاع دی آپ کو جب یہ پتہ چلا تو خواجہ صاحب بھی دہلی سے روانہ ہوئے اور لاہور آئے شاہی کارندے جب خواجہ نورالدین کے پاس آئے تو وہ بیمار تھے اور اسی بیماری سے وفات پائی بادشاہ نے موئے پاک کو اجمیر شریف رکھنے کا حکم دیا لیکن ابھی دو دن ہوئے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بشارت دی کہ موئے مبارک کو کشمیر لے جاؤ۔ عالمگیر بادشاہ نے اس وقت لشکر و فوج کے ہمراہ بڑے احترام کے ساتھ خواجہ نورالدین ایشہ بری کا تابوت بھی روانہ کشمیر کیا۔ اس طرح کشمیریوں کو یہ دولت کونین حاصل ہوئی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جنت نظیر کی محبت خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی۔ اسی لئے آپ نے خواب میں یہ بشارت

فرمائی کہ موئے مبارک کشمیر روانہ کرو۔

ملا مقیم السنہ عرف عبداللہؒ لیسوی ٹوپگر و قدس سرہ

آپ خطہ کشمیر کے ولی اکمل اور شب بیدار بزرگ تھے۔ خواجہ محمد فاضل کے فرزند ارجمند اور قاضی شاہ دولت حسن بخاریؒ کے مرید اور خلیفہ تھے وصال مبارک ماہ شوال ۱۱۷۱ھ میں ہوا۔ مزار مبارک احاطہ سرینگر میں حاجت گاہ خاص و عام ہے

حضرت بابا خواجہ حبیب اللہؒ کانی قدس سرہ

آپ نے عالم شباب میں سلوک کی منزل میں قدم رکھا۔ حضرت خواجہ یعقوب ڈار کے مرید اور بڑے کامل بزرگ اور صوفی مشرف تھے کافی عرصہ کشمیر میں خدمت دین اور طریقت میں مصروف رہے وفات ۱۰۸۳ھ میں ہوئی۔ مزار شریف محلہ قطب پورہ میں ہے۔

حضرت ملا طاہر غنی آشانی قدس سرہ

آپ شیخ حاجی محمد مراد کے مرید اور خلیفہ تھے ۔ بہت متشرع تھے اور صاحب دیوان بھی آپ کا کلام بہت پاکیزہ ہوتا تھا لوگوں سے کم ملتے اور آبادی سے دور رہتے تھے آپ کا وصال مبارک سنہ ۱۱۵۴ھ میں ہوا۔ مزار کشمیر میں واقع ہے ۔

حضرت ملا محمد امین کانی قدس سرہ

آپ بڑے پایہ کے عالم اور ولی اللہ بزرگ گزرے ہیں آپ کے اسلاف کے بہت بزرگوں نے خدمتِ دین میں حصہ لیا ۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں مگر پتہ صرف ایک کا چلتا ہے ۔ رسالہ علم فرائض میں اور شرح تہذیب کا حاشیہ بھی لکھا ۔ آپ ملا ابوالقاسم کے شاگرد تھے اور ملا جمال الدین کشمیری کے مرید تھے ۔ وصال مبارک سنہ ۱۱۰۹ھ میں ہوا ۔ مزار شریف کشمیر میں ہے ۔

شیخ الاسلام مجاہد اعظم سرتاج اولیاء عارف باللہ شاہ بابا عبداللہ غازی قدس سرہ

آپ کا نام مبارک عبداللہ لقب شاہ بابا عبداللہ غازی خطہ کشمیر میں آپ کو شاہ شیخ غازی و مستانہ بابا کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ کی ولادت باسعادت دسویں صدی ہجری کے نصف میں ایک مشہور و بارونق گاؤں پرگنہ ولر قریہ لاڑیال میں ایک بڑے پایہ کے ولی اللہ حضرت حسین بابا قریشی کے گھر میں ہوئی گھر آپ کے اسلاف میں خداپرستی اور زہد و تقویٰ کا زبردست قسم کا ماحول تھا ۔ اس لئے علوم دینیہ اور علوم روحانیہ کی تربیت گھر میں ہی پائی ۔ آپ بچپن سے ذاکر عابد خداترس اور تارک الدنیا تھے ۔ ہمہ وقت خدائے ذوالجلال کی ذکر و فکر میں محو دنیا و مافیہا سے بیزار رہتے ۔ اپنے نیک اعمال و افعال و عقائد شرعیہ سے لوگوں کو غیر حسی طور پر دعوت اسلام میں مصروف رہتے اس لئے تذکرہ نویسوں نے آپ کو شیخ الاسلام کے القاب سے نوازا ۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ سے کرامات کا ظہور ہوتا رہا ۔ جب عشق الٰہی اور عشق محبوب الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی تو کامل مرشد کی تلاش میں پھرتے رہے جو اس آتشِ شوق کو زیادہ تیز کرے اور تیز تر کرنے کے لئے ایندھن مہیا کرے ۔ دورانِ تلاش آپ

NafseIslam

آپ نے سینکڑوں مردان حق کی زیارت کی۔ آخر آپ ایک ایسے چشمہ معرفت کے پاس پہنچے جہاں آپ کا حصہ تھا۔ یعنی مشہور و معروف بزرگ ولی کامل حضرت ابو الفقر بابا نصیب الدین غازی بجباری اسراھم کے حضور میں حاضر ہوئے جو شیخ العلمار بابا داؤد خاکی کے خلیفہ خاص تھے۔ آپ ہی کو خلیفہ اوّل کی سعادت نصیب ہوئی بابا نصیب الدین غازی نے شراب معرفت کی ایسی تعلیم دی کہ آپ اپنے آپ کو بھی بھول گئے۔ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ مسجد و پل مسافر خانہ اخراج آپ چشمہ میں بسر کی اس کے علاوہ آپ نے بیابان اور جنگل میں آبادی ڈالی اور اپنے ارادت مندوں کو فیض پہنچایا۔ آپ نے جو علاقے آباد کئے ہیں وہاں آج تک مسجد و پل آپ کے نام سے موسوم ہیں۔ علاقہ مظفر آباد بھی آپ کا آباد کیا ہوا مشہور ہے۔ حاکم مظفر آباد مظفر نامی آپ کا مرید تھا۔ مظفر آباد میں جو سب سے پہلی مسجد ہے وہ آپ کی ہی بنائی ہوئی ہے جو آپ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اس طرح علاقہ کرناہ سے کچھ فاصلہ پر آپ نے ایک آبادی کی بنیاد ڈالی۔ جہاں کشمیر کے مشہور خاندان رینہ قوم کا ایک فرد جو پہلے ریشی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ بعد میں آپ کے ارادت مندوں میں داخل ہوا۔ اس کا نام عبدل بیگ رینہ عرف بیگ ریشی رینہ تھا۔ چلاس اسکردو، دراوا کیل کاغان گڑھی حبیب اللہ ان تمام جگہوں پر آپ کی مسجدیں اور پانی آج تک موجود ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے مقبوضہ کشمیر میں بہت سے گاؤں آباد کئے۔ جس کا ذکر لاہور کے مشہور مورخ اور ڈاکٹر

محمد اقبال کے رفیق خاص محمد دین فوقؔ نے "شباب کشمیر" میں کیا ہے۔ کہ موضع ترگام سے آگے موضع شاہ پورہ جو کوپہ وارہ کے درمیان سڑک کے کنارے کھنڈرات جن پتہ موضع شاہ پورہ کی طرف تھا۔ دیکھنے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے لوگوں کو بلوایا جن میں ایک پنڈت ضعیف بہت واقف کار تھا۔ وہاں اس نے بتایا کہ یہ قلعہ مہاراجہ گلاب سنگھ بانیٔ حکومت ڈوگراں نے راجہ شیر احمد خاں والئی کرناہ علاقہ لیپہ ویلی کی دستبرد سے اپنے ملک کو بچانے کے لئے بنایا تھا یہاں بہت پانی کے چشمے تھے لیکن دو چشمے بہت ہی پرانے تھے جو ایک مسجد کے پاس ہیں۔ جس کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ یہاں حضرت مخدوم صاحب آئے تھے اور اس کو بابا نصیب الدین کے مرید بابا عبداللہ غازی نے آباد کیا۔ تاریخ حسن فارسی میں جلد اول صفحہ ۷۹ کے حاشیہ پر درج ہے کہ بابا عبداللہ غازی صاحب گذریالی مرید و خلیفہ باصفا حضرت بابا نصیب الدین غازی رحمتہ اللہ است کرامات و خارق الصادات بشیتر داشت در ۱۱۱۷ھ انتقال فرمود قبرش در موضع گمرزیال پرگنہ وتر است اسی طرح تاریخ کبیر کشمیر الموسوم تحائف الابرار فی ذکر الاولیا الاخیار کے صفحہ ۲۲۴ پر درج ہے کہ شاہ بابا عبداللہ غازی شیخ الاسلام خلیفہ خاص ابو الفقر بابا نصیب الدین غازی است آپ نے بابا نصیب الدین کے علاوہ ان کے خلیفہ بابا حق حاجہ بابا سے بھی تربیت پائی بابا عبداللہ غازی ہمہ وقت مستغرق اور شراب وحدت و عشق رسول میں مست الست رہتے تھے۔ اگر خدا کا نام سنتے

تو حی اللہ کا نعرہ جوش و خروش سے بلند کر کے غرغرہ ڈال کر آنے والی نماز
تک بیہوش اور مستی میں رہتے ۔ اسی سبب سے لوگ آپ کو مستانہ بابا سے
یاد کرتے ۔ علاقہ لار اور ترال میں آپ کو زیادہ تر اسی خطاب سے لوگ
یاد کرتے ہیں ۔ تاریخ حسن اردو صفحہ ۲۴۵ میں درج ہے کہ مجاہد اعظم
شاہ بابا عبداللہ غازی گاؤں گاؤں میں جاکر تبلیغ دین کرتے اور غیر مسلموں
کو دعوت اسلام دیتے تھے ۔ چنانچہ بہت سے سعادت مند اہل کفر
آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے
اس طرح محمد دین فوق نے اقوام کشمیر میں لکھا ہے کہ شاہ بابا عبداللہ غازی
شیخ الاسلام مجاہد اعظم ۲۷۰ مساجد کے بانی ہیں اسلام کی ترویج و اشاعت
میں اپنے تمام اوقات زندگی خرچ فرماتے تھے ۔ آپ کے مرجع خلائق
ہونے کی تواریخ گواہ ہیں ۔ تاریخ حسن اردو صفحہ ۲۴۵ پر درج ہے ۔
آپ کے ساتھ ہر وقت چار سو آدمی مرید ہوتے تھے تاریخ کبیر میں
اس طرح درج ہے وسہ صد از مریدان رکاب دلی بودند

آپ نے کشمیر میں اشاعت اسلام میں پیش پیش حصہ لیا ۔ آپ کی
شادی کی روایت یوں ہے کہ جب آپ کے والد ماجد نے دیکھا کہ
آپ ہر وقت مست الست پھرتے رہتے ہیں تو انہوں نے آپ کی شادی
کرنی چاہی ۔ جب آپ کی شادی کی تقریب شروع ہوئی اور خویش و اقارب
دوست و احباب صلحا و فقرا شوق و ذوق سے جمع ہونے لگے ۔ وہاں
گمنبلا علاقہ کے ایک بزرگ حاجی فتح الدین صاحب بھی دعوت پر آئے

ہوئے تھے انہوں نے آپ کے والد بزرگوار سے پوچھ لیا کہ آج یہاں کیا
چرچا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا عبس چھوخاندر یعنی عبداللہ کی شادی ہے عبس
کشمیری لفظ ابو کا ہے گھر میں آپکو عبس پیار سے کہتے تھے جب باباصاحب
نے سنا تو رٹ لگائی عبس چھوخاندر بے سود یعنی عبداللہ کی شادی کرنی
بے فائدہ ہے اور دوڑ کر گمبلا کے چشمہ سر میں چھلانگ مار کر ڈوب گئے
گھر کے تمام افراد پریشان ہوگئے اور صف ماتم بچھ گئی ۔ جب ظہر کی نماز کا
وقت آیا تو آپ نے ایک پہاڑی جو وہاں سے متصل ۲۰ میل کے فاصلہ
پر ہے اذان کہی ۔ بطور کرامات آپ کی اذان حاجی فتح الدین نے سنی ۔
آپ نے اس پہاڑی پر پانی بھی نکال کر وضو فرمایا اور نماز پڑھی سب
نے مل کر آپ سے عرض کی کہ آپ کی شادی کریں تاکہ آپ کی اولاد ہو جو
آپ کے بعد دین کی خدمت کرے گی ۔ مگر آپ نے انکار فرمایا اور
خویش و اقارب کو فرمایا کہ آپ اگر نیک اولاد چاہتے ہیں تو اس نیک سیرت
لڑکی کا نکاح میرے پیارے اور لاڈلے سب سے بڑے خدا ترس
بھائی شاہ یوسف باباصاحب کے ساتھ کریں ۔ ان سے جو اولاد ہوگی وہ
میری ہی کہلائے گی ۔ اور میری ہوگی ۔ چنانچہ آپ کی تجویز کو عملی جامہ پہنایا گیا
جس سے آپ کے خلیفہ اعظم حضرت شاہ موسیٰ بابا پیدا ہوئے ۔ جو کہ راقم الحروف
کے جد بزرگوار ہیں وہ بڑے کشف و کرامات کے ولی اللہ تھے ۔ غازی الدین
شہنشاہ حضرت محی الدین اورنگ زیب اس وقت حیات تھے انہوں نے
آپ کو مظفر آباد میں جاگیر عطا کی لیکن آپ نے وہاں مسجد بنا کر تمام خطہ زمین

مسجد کے ساتھ ملادی۔ مظفر آباد پرانے قلعے کے ساتھ آپ کا تکیہ بھی ہے۔
آپ کا وصال مبارک ۷ محرم الحرام ۱۱۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف گندیال کامرج کشمیر میں حاجتگاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے بہت خلفاء تھے مشہور خلفائے عظام یہ ہیں۔ خلیفۂ اعظم اور برادر زادہ بابا موسیٰ اور دوئم بابا مہدی سہروردی کبروی۔ بابا قطب العالم لال صاحب سرینگر۔

شجرہ طریقت شیخ الاسلام شاہ بابا عبداللہ غازی رحمتہ اللہ حسب ذیل ہے

۱۔ مرشد کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ حضرت علی المرتضیٰ ؓ ۳۔ حضرت خواجہ حسن بصری ؒ ۴۔ خواجہ حبیب عجمی ؒ ۵۔ شیخ معروف کرخی ؒ ۶۔ شیخ سری سقطی ؒ ۷۔ شیخ جنید بغدادی ؒ ۸۔ شیخ ممشاد دینوری ؒ ۹۔ شیخ احمد اسود دینوری ؒ ۱۰۔ شیخ عبداللہ عمویہ ؒ ۱۱۔ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی ؒ ۱۲۔ شیخ شہاب الدین سہروردی ؒ ۱۳۔ شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی ؒ ۱۴۔ شیخ صدر الدین عارف ؒ ۱۵۔ ابوالفتح شاہ رکن دین عالم ؒ ۱۶۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت عرف سید جلال الدین بخاری ؒ ۱۷۔ مخدوم سید ناصر الدین بخاری ؒ ۱۸۔ مخدوم سید حامد کبیر ؒ ۱۹۔ مخدوم ابوالفتح رکن ثانی ؒ ۲۰۔ مخدوم ابوالقاسم محمود ؒ ۲۱۔ مخدوم سید محمد ؒ ۲۲۔ سید مخدوم حامد کبیر ثانی ؒ ۲۳۔ مخدوم سید عبدالوہاب دہلوی ؒ ۲۴۔ مخدوم سید جمال الدین بخاری ؒ ۲۵۔ مخدوم شیخ حمزہ کشمیری ؒ

۲۶۔ علامہ بابا داؤد خاکی ؒ ۲۷۔ ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی ۲۸۔ عارف باللہ حضرت شاہ بابا عبداللہ غازی گدربانی اسراھیم

◎

ختم شریف زبدۃ الواصلین شیخ نورالدین ولی رحمتہ اللہ علیہ

درود شریف	سورہ فاتحہ شریف	سورہ اخلاص شریف	تسمیہ
۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	ہفتصد و ہفتہ دو بار

شیئاً للہ یا حضرت نورالدین ولی صاحب المدد	درود شریف
۱۰۰ بار	۱۰۰ بار

ختم شریف حضرت قطب زماں میر شاہ سید احمد کرمانی قدس سرہ

درود شریف	سورہ فاتحہ	سورہ اخلاص	کلمہ استغفار	کلمہ تمجید
۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار

شیئاً للہ یا حضرت میر شاہ سید احمد کرمانی نہ ظلم نہ غم نہ پریشانی

۱۰۰ بار

اسم اعظم	کلمہ طیب	درود شریف
۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار

ختم شریف سراج العارفین بابا نصیب الدین غازی قدس سرہ

درود شریف سیزدہ بار — سورہ فاتحہ ایک بار — آیۃ الکرسی ایک بار — آمن الرسول تا آخیر تک ایک بار

شیئاً للہ یا حضرت بابا نصیب الدین غازی صاحب المدد

سیزدہ بار

شہد اللہ تا آخیر ایک بار — قل اللھم تا قدیر ایک بار — درود شریف سیزدہ بار

ختم شریف سلطان العارفین شیخ حمزہ مخدومی محبوبی رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف ۴١ بار — سورہ فاتحہ ۴١ بار — سورۂ اخلاص ۴١ بار — کلمہ استغفار ۴١ بار

کلمہ تمجید ۴١ بار — اسم اعظم ۴١ بار — کلمہ طیب ۴١ بار — یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم ۴١ بار

خذ بیدی شیئاً للہ یا حضرت سلطان العارفین شیخ حمزہ مخدومی محبوبی کشمیر رحمۃ اللہ علیک المدد ۴١ بار

یا وہاب یا تواب یا کریم ۴١ بار — درود شریف ۴١ بار

ختم شریف جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ طریقت قادری کشمیری

درود شریف ١١ بار — کلمہ تمجید ١١١ بار — سورہ یٰسین ایک بار — سورہ الم نشرح لک ١٣٠ بار

یا باقی انت الباقی ١١١ بار — یا ھادی انت الھادی ١١١ بار — یا ھادی یا نور ١١١ بار

یا حضرت شاہ محی الدین مشکل کشا با الخیر

١١١ بار

خذ بیدی شیئاً للہ حضرت غوث الاعظم دستگیر صاحب المدد

١١١ بار

یا حضرت غوث اغثنی باذن اللہ ١١١ بار — درود شریف ١١١ بار

ختم شریف جدنا اجادنا عارف باللہ حضرت شاہ بابا عبد اللہ غازی گدریالی صاحب

درود شریف ١٠٠ بار — الم نشرح لک ١٠٠ بار — یا بدیع العجائب بالخیر ہزار بار — یا وہاب ١٠٠ بار

خذ بیدی شیئاً للہ یا حضرت بابا عبد اللہ غازی گدریالی صاحب المدد

١٠٠ بار

درود شریف

١٠٠ بار

یاد رکھنا چاہئے کہ کشمیری بزرگان دین طریقہ ختمات میں جو درود شریف پڑھا کرتے تھے وہ یہ ہے ۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ و بارک وسلم علیہم ۔

بطور تبرک کے پیش خدمت کر رہا ہوں اور خاتمہ کتاب پر تمام حضرات اولیائے رہبر دین سے محبت کرنے والوں سے گذارش کرتا ہوں کہ اس بندہ ناچیز کے لئے بھی دعا خیر کریں ۔ اگر کوئی غلطی ہو تو ازراہ کرم بندہ ناچیز کو مطلع کریں تاکہ آئندہ یہ غلام اپنی غلطی کا ازالہ کرے ۔

آخر میں دعا ہے یا الٰہی اپنے حبیب پاک کے صدقے سے اور ان اپنے نیک بندوں کے صدقے تمام عالم اسلام کو فتح و نصرت دے اور پاکستان کو استحکام عطا فرما ۔ یا الٰہی ہر مسلمان کی مشکل آسان فرما ۔ یا الٰہی بے اولادوں کو اولاد صالح عطا فرما ۔ (آمین)

نذرانہ عقیدت بارالٰہی

بس الٰہی اب بھی تا وقتِ اخیر ۔۔۔ دین و دنیا میں رہو دستگیر

بارالٰہا صدقہ اپنی ذات کا ۔۔۔ صدقہ اس لاتقنطو کی بات کا

رحمۃ اللعالمین کے واسطے ۔۔۔ اس شفیع المذنبین کے واسطے

واسطے کرسی و ہفت افلاک کے ۔۔۔ واسطے اپنے کلام پاک کے

از طفیل امہات المومنین ۔۔۔ از طفیل اہل بیت شاہ دین

از پئے شہدائے احد و جنگ بدر ۔۔۔ حمزہ و عباس عالی جاہ و قدر

از طفیل چار یارانِ رسول ۔۔۔ از برائے آلِ اطہار بتول

از برائے عشرہ جنت نما ۔۔۔ از پئے شہدائے دشت کربلا

از برائے ہر چہاران مجتہد ۔۔۔ بالخصوص ابو حنیفہ معتمد

از برائے عترتِ خیر الانام ۔۔۔ چاردہ معصوم اور بارہ امام

از پئے اصحاب صفہ پر صفا ۔۔۔ از پئے حضرت اویس رضی رہنما

از برائے سری و بصری حسن ۔۔۔ حضرت داؤد و معروف زمن

از برائے غوث الاعظم دستگیر ۔۔۔ پیر پیران و امیر ہر امیر

از برائے سفیان حبیب و بایزید ۔۔۔ از پئے شبلی و جنید رشید

از برائے گنج بخش چکساں ۔۔۔ شاہ پنجاب آل ولی کرامتاں

از برائے نقشبند باصفا ۔۔۔ آل شاہ بہاؤالدین سرآمد اولیاء

از پئے شیخ شہاب الدین فرد
ہر گروہ صوفیائے سہرورد

از برائے خواجگاں چشتیا
زانبدائے سلسلہ تا انتہا

زاں کہ عثمان و حسن سنجری
والہ ہندوستانی ہند الولی

بہر پیران کا نظامی صابری
گنج شکر شاہ سلیمان تونسوی

از برائے غازیان راہ دین
از پئے حفاظ قرآن متین

بخش دے اپنی محبت کا سرور
میں نہیں مانگتا حور و قصور

عشق حقانی ہو دل پہ جلوہ گر
جائیں مٹ دنیا و دین کے سب خطر

اگ ہو عشق رسول اللہ
سینۂ الفت خزینہ میں لگی

بخش دے طیب کے چھوٹے بڑے گناہ
نفس و شیطان سے دے دے پناہ

رنج ہائے دینوی سے دے نجات
جائے بن بگڑی ہوئی ہر اک بات

یا الٰہی رکھا مجھے بھی اولاد سے شاد کام
دین و دنیا میں ہو تا نیک نام

میرے ماں باپ اور خویشان قریب
بہرور ہوں رحمتوں سے یا مجیب

دل میں بھر جائے میرے سوز و گداز
پہنچوں پھر حرمین میں باصد نیاز

ہوں مشرف میں حریم پاک سے
اور حضور صاحب لولاک سے

سرور عالم کے جب پہنچوں حضور
لیں محبت سے بلا اپنے حضور

جان و دل دونوں کروں نذر رسول
الفتیں دنیا کی ساری جاؤں بھول

روئے انور پر پڑھوں لاکھوں درود
دیکھ لوں آنکھوں سے شاہد اور شہود

قلب پر میرے پھرے دست نبی
روح کو مل جائے تازہ زندگی

گرچہ ہے طیب پر جرم و گناہ
پر نہیں کم ہے اسکو کچھ تیری پناہ

نذرانہ عقیدت

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حسن مصطفٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حساب خندہ بیجا رلائے
چشم گریان شفیع مرتضٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
انکی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
آفتاب ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفٰے کا ساتھ ہو۔

ماخذ

نام کتاب	نام مصنف اور تکمیلہ کتاب سنہ
تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان	مرزا محمد اختر صاحب دہلوی ۱۹۷۲ء لاہور
تذکرۃ الزاہدین حالات بابا دریا الدین ریشی قدس سرہ	پیر محمد شاہ ابن پیر محمد یوسف شاہ ابن پیر محمد بزرگ شاہ صاحب کلال دوری نایدکدل سرینگر کشمیر سنہ ۱۳۳۲ھ
تذکرہ شیخ الاسلام شاہ بابا عبداللہ غازی	مولوی غلام حسین گنزریالی مدرس حنفیہ کالج سرینگر کشمیر
رہنمائے کشمیر	محمد دین فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور سنہ ۱۹۲۳ء
شباب کشمیر حالات بڈھ شاہ	〃 〃 〃 〃 〃 ۱۳۴۷ھ
نزہۃ الخواطر جلد سوئم	مصنف سید عبدالحئی دہلوی مترجم اردو ابو یحیٰی امام خان نوشہروی مقبول اکیڈمی لاہور
مکمل تاریخ کشمیر حصہ سوئم	محمد دین فوق ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور سنہ ۱۹۱۳ء
تذکرہ اسلاف	مولانا بہاؤالحق قاسمی صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۹۲۲ء
آب کوثر	شیخ محمد اکرام صاحب لاہور
تاریخ پاکستان و ہند جلد اول و دوئم	سید عبدالقادر ایم۔ اے سابق وائس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور سنہ ۱۹۵۴ء

نام کتاب	نام مصنف
تذکرہ بابا نصیب الدین غازی بجاری	قلمی نسخہ، مولوی عباس غازی گنزریال کشمیر
عالم تصوف اور کشمیر	ڈاکٹر یوسف بخاری
حدیقۃ الاولیاء مفتی غلام سرور لاہوری	تحقیق و تعلیق محمد اقبال مجددی سنہ ۱۹۷۶ء
خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہور	مترجم پیرزادہ محمد اقبال احمد فاروقی سنہ ۱۹۸۳ء
سرزمین ظفروال	آتش کاشمیری سیالکوٹ سنہ ۱۹۶۱ء
جلوہ کشمیر	ڈاکٹر صابر آفاقی سنہ ۱۹۸۰ء لاہور
تذکرہ اولیائے کشمیر	مولانا علیم اللہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹۷۹ء
کاشر نام حق شیخ نور دین ولی کی زبان مبارک سے اسلامی مسائل کا بیان مع تحفۃ الاسلام	عبدالغنی کنو ساکن بجباڑہ کشمیر تحصیل اننت ناگ یہ بزبان کشمیری میں ہے ناشر غلام محمد نور محمد کتب مہاراج زبیر گنج بازار سرینگر کشمیر
حکایات کشمیر	محمد دین فوق ڈار سنہ ۱۹۴۱ء لاہور
تحفۃ السالکین	علامہ ڈاکٹر عزیز احمد فاروقی قادری عفی عنہ سرینگر کشمیر
تذکرہ حضرت ایشان خاوند محمود	میاں اخلاق احمد ایم اے۔ ایم۔ او ایل لاہور سنہ ۱۹۷۳ء
ایران کبیر ایران صغیر	عبداللہ قریشی سنہ ۱۹۷۱ء لاہور

نام کتاب	نام مصنف
تاریخ و نسب نامہ خاندان سادات	حضرت مفتی پیر سید محمد یٰسین شاہ دارالغفوی پاکستان بازار لوہاراں جھنگ صدر ۱۹۸۰ء
خالی و بنجاری	
طریقت لاہور	اپریل سنہ ۱۹۱۷ء
سفر لاہور محلہ مرین	ایڈیٹر پنڈت بچھمی نرائن کول سنہ ۱۹۱۳ء
حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی رحمۃ اللہ
ہفتہ روزہ نصرت کشمیر نمبر	مترجم خورشید خاں سنہ ۱۹۶۰ء
تذکرہ امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ	ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر ندوۃ المصنفین لاہور ۱۹۷۲ء
ادبی دنیا کشمیر نمبر	عبداللہ قریشی
شرح اوراد الفتحیہ سید امیر کبیر علی ہمدانی	مترجم حضرت مولانا میر واعظ خیر شاہ نقشبندی نقش اول ۱۹۱۸ء امرتسر نقش ثانی شرح سنہ ۱۹۸۰ء مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

نوٹ:- انتہائی کوشش کے باوجود کتاب میں کچھ غلطیاں یا خامیاں باقی رہ گئی ہوں تو اس کے لئے بندہ ناچیز عاجزہ خادم الفقراء معذرت خواہ ہے۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را
در کریم پر بن کے فقیر آئے ہوئے
ادب سے بیٹھے ہیں سب اپنا سر جھکائے ہوئے

اچھی اچھی کتابیں

تذکرہ اولیائے کاملین	سید بلاق شاہ
تذکرہ حضرت صابر کلیریؒ	تعارف راجا رشید محمود
حضرت میاں میرؒ	اقبال احمد
تذکرہ حضرت شاہ جمالؒ	محمد دین کلیم
کلیر کا چاند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
فتوح الغیب	سیدنا غوث اعظمؒ
مکتوبات نبویؐ	سید محبوب رضوی
فصوص الحکم	ابن عربی
سیرت سلمانؓ فارسی	علامہ فضل احمد عارف
با محمد ہوشیار	حاجی محمد منیر قریشی
کشف المحجوب	حضرت علی ہجویری
پیر کامل (حضرت داتا گنج بخش)	حاجی محمد منیر قریشی
یار کامل (حضرت ابوبکر صدیق)	" " "
علوم مصطفیٰ	مولینا احمد رضا خاں
احکام شریعت	" " "
عرفان شریعت	" " "

کتاب	مصنف
حدائق بخشش	مولانا احمد رضا خاں
برکاتِ بردہ	علامہ فضل احمد عارف
برکاتِ رمضان	" " "
اسلام	امام غزالی
اسلامی اخلاق	مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی
گلدستہ مثنوی	مولانا مفتی جلال الدین
اچھی نماز	" " "
صحابہ کا عشقِ رسول	صوفی محمد اکرم
مکافاتِ عمل	فرمان علی چوہدری
ماں باپ کے حقوق	راجا رشید محمود
احوال العارفین	حافظ غلام فرید
فلسفہ دعا	علامہ فضل احمد عارف
رہنمائے قرآن	ڈاکٹر میر ولی الدین
اسلام اور سائنس	حاجی محمد منیر قریشی
اسلام کیا ہے	مولانا منظور نعمانی
معجزات خاتم المرسلین	قمر یزدانی
اصول شرع اسلام	مولوی مسعود علی۔

نذیر سنز پبلشرز

۴۰۔ اے اردو بازار لاہور ۲

NafseIslam